﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 17 | جمعۃ المبارک 29/ اکتوبر 2010ء | 20/ ذی القعدہ 1431 ہجری قمری ❁ 29/اخاء 1389 ہجری شمسی | شمارہ 44

عشق رسول ﷺ کا لازوال نمونہ

جنگ اُحد میں ایک صحابیہؓ کے خاوند، بھائی اور والد شہید ہو گئے۔ اسے باری باری ان کی شہادت کی خبر دی گئی مگر وہ یہی پوچھتی رہی کہ خدا کے رسولؐ کا کیا حال ہے؟ اور جب رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک پر اس کی نظر پڑی تو کہنے لگی اگر آپؐ بخیریت ہیں تو پھر ہر مصیبت ہیچ اور بے حقیقت ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام جلد3 صفحہ 31 دارالتوفیقہ للطباعہ بالازھر)

اسلام نے وہ عورتیں پیدا کی ہیں جو مردوں کے شانہ بشانہ قربانیاں دیتی چلی گئیں۔ توحید کے قیام واستحکام کے لئے اپنے پیچھے وہ نمونے چھوڑ گئیں جو ہمارے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرنے کا ہمیشہ باعث بنتے چلے جائیں گے۔

جنگ ٹھونسی گئی تو جنگی حالات میں عورتوں نے اپنا کردار ادا کیا۔ نظام جماعت کو بہترین مشورے بھی دیئے۔ صحابیات نے علمی کارنامے بھی انجام دیئے۔ عبادتوں کے معیار قائم کئے۔ بچوں کی بہترین تربیت کی۔ حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا کی بے نظیر قربانیوں اور خدمات کا تفصیلی تذکرہ۔

آج ہر عورت کا کام ہے کہ اُمّ عمارہ بن کر آنحضرتؐ کی ذات اور اسلام پر لگائے گئے ہر الزام کا جواب دے کر آپؐ کی ذات اور اسلام کی حفاظت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرے۔

آج کل الیکٹرونک میڈیا کے ذریعہ اسلام پر، احمدیت پر حملے کئے جاتے ہیں۔ آنحضرتؐ کی ذات پر، قرآن کریم پر حملے کئے جاتے ہیں۔ ان حملوں کو پسپا کرنے کے لئے جہاں مردوں کو اپنی طاقتیں صرف کرنے کی ضرورت ہے وہاں عورتوں کو بھی اپنی تمام تر طاقتوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی ضرورت ہے۔ لڑکیاں اور پڑھی لکھی عورتیں اپنے آپ کو اس کام کے لئے پیش کریں۔

ہمیں ایک اُمّ عمّارہ نہیں بلکہ ہزاروں اُمّ عمّارہ کی ضرورت ہے۔

صحابیات رسول حضرت اُمّ سلمہؓ، حضرت اُمّ ورقہؓ بنت عبداللہ، حضرت فاطمہؓ بنت خطاب کی خدا اور رسول سے محبت، اخلاص و وفا اور قربانیوں کا ایمان افروز تذکرہ۔

(آج آخرین میں شامل ہونے والی عورتوں نے بھی یہی مثالیں قائم کرنی ہیں۔ ہر عورت اور ہر لڑکی یہ سمجھے کہ آج اسلام اور آنحضرتؐ کی حفاظت کی ذمہ داری صرف اور صرف میری ہے۔)

(لجنہ اماء اللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع 2010ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ولولہ انگیز خطاب)

(اسلام آباد (ٹلفورڈ) 3/اکتوبر 2010ء):

جماعت کی دو ذیلی تنظیموں لجنہ اماء اللہ (برطانیہ) اور انصاراللہ (برطانیہ) کے سالانہ اجتماعات یکم تا 3/اکتوبر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں منعقد ہوئے۔ اس موقع پر 3/اکتوبر بروز اتوار قبل دوپہر سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ اماء اللہ کی مارکی میں تشریف لا کر ان سے خطاب فرمایا۔ حضور انور کا یہ خطاب براہ راست انصاراللہ کی اجتماع گاہ میں بھی ٹیلی کاسٹ ہوا۔ لجنہ اماء اللہ سے حضور انور کے اس نہایت ولولہ انگیز خطاب کا خلاصہ (اپنی ذمہ داری پر) ہدیہ قارئین ہے۔ (مدیر)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کے ساتھ ہی پہلے آپ کا استہزاء اور ہنسی ٹھٹھا شروع ہوا، اور پھر جب کفار نے دیکھا کہ یہ تو ایک ایک کر کے ہم میں سے لوگوں کو اپنے اندر سمیٹتے چلے جا رہے ہیں۔ ہمارے کمزور اور ہمارے غلام اس شخص کی بیعت میں آ کر ہمارے بتوں کی پوجا کرنے کی بجائے خدائے واحد کی عبادت کرنے والے بنتے چلے جا رہے ہیں۔ تو پھر کفار نے آپؐ کے لئے ہر منصوبہ بندی کی کہ کس طرح آپ کے پیغام کو، کام کو روکا جا سکتا ہے۔ آپ کے ماننے والوں پر ظلم و تعدی کی انتہا کر دی۔ آپؐ کے ماننے والوں میں نہ کوئی مرد ظالم کفار کے ہاتھوں محفوظ رہا اور نہ کوئی عورت۔ اسلام کی تاریخ میں دو اونٹوں سے ایک شخص کی ٹانگیں باندھ کر ان کو مخالف سمت دوڑا کر جسم کو چیرنے کا واقعہ ملتا ہے۔ وہ بھی ایک عورت تھی۔ باوجود اپنے بھیانک انجام کے سامنے دیکھنے کے اس پُرعزم عورت نے، توحید پر ہمیشہ قائم رہنے کا عہد کرنے والی عورت نے اپنے عہد کو پورا کرنے کے لئے اپنے جسم کو ظالمانہ طور پر چیرا جانا برداشت کر لیا، لیکن اپنے خدا سے بے وفائی نہیں کی۔ پھر مکہ میں ہی ظلم کی داستان کا ایک واقعہ ہمیں ملتا ہے، جب حضرت یاسر کے پورے خاندان کو ظلم کا نشانہ بنایا گیا۔ ایک دن ایسے ہی ظلم کا نشانہ بنتے ہوئے یہ خاندان جب اس میں سے گزر رہا تھا تو آنحضرت ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ نے دیکھا کہ یہ لوگ رسیوں سے جکڑے ہوئے ہیں اور ظالمانہ طریقے سے ان کو مارا جا رہا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا اے آلِ یاسر! صبر کرو، اللہ تعالیٰ نے جنت میں تمہارے لئے مکان تعمیر کیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس ظلم کے دوران ہی حضرت یاسرؓ تو شہید ہو گئے اور حضرت سمیہؓ جو آپ کی بیوی تھیں، ان کا بھی ظلم و تشدد کی وجہ سے بُرا حال تھا، نیم بیہوشی کی حالت تھی۔ اس حالت میں بھی ابوجہل نے ان پر ظالمانہ طور پر ایک نیزہ مار کر ان کو شہید کر دیا۔ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی رضا کا پروانہ لے کر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کے ذریعے آپ کو دیا تھا، اس دنیا کو چھوڑ کر ہمیشہ کی زندگی پا گئے۔ آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی ان کی یہ قربانی تاریخ اسلام میں نہایت آب و تاب سے چمک رہی ہے۔ اور جب بھی آپ تاریخ اسلام اٹھائیں گے ہر جگہ ان کی قربانی کا ذکر ہوتا ہے۔ عورت فطرتاً کمزور ہوتی ہے لیکن اسلام نے وہ عورتیں پیدا کی ہیں جو مردوں کے شانہ بشانہ قربانیاں دیتی چلی گئیں۔ توحید کے قیام و استحکام کے لئے اپنے پیچھے وہ نمونے چھوڑ گئیں جو ہمارے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرنے کا ہمیشہ باعث بنتے چلے جائیں گے۔

پھر دیکھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکّی زندگی کے دوران ہی شعبِ ابی طالب کا واقعہ پیش آیا جہاں آنحضرت ﷺ، حضرت خدیجہ اور آپ کے خاندان اور آپ کو ماننے والے اڑھائی سال تک وہ قربانیاں دیتے رہے جس میں مسلسل بھوک اور پیاس برداشت کرنی پڑی۔ بچے بھوک سے بلکتے رہے۔ مائیں بچوں کی حالت دیکھ کر بے چین اور پریشان تو ضرور تھیں، اپنے بچوں کو بھوک کی حالت میں دیکھ کر اور اس بھوک کی حالت کی وجہ سے قریب المرگ دیکھ کر غمزدہ تو ضرور تھیں، لیکن جس توحید کی دولت اور جس زندہ خدا کو وہ پا چکی تھیں اس سے بے وفائی اور منہ موڑنے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھیں۔ ثباتِ قدم اور استقامت کے پیکر اگر مرد تھے تو عورتیں بھی اس سے کم نہیں تھیں۔ پس قربانی اور ایمان میں مضبوطی کی ایک روح تھی جو اسلام نے مردوں اور عورتوں میں یکساں پیدا کر دی۔ اور پھر جب اللہ تعالیٰ کے اِذن سے مدینہ کی طرف ہجرت ہوئی اور اسلام کے پھیلنے کا ایک نیا دور شروع ہوا تو وہاں بھی دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں کا پیچھا کیا اور ایک فوج کے ساتھ مدینہ پر لشکر کشی کی، تب خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت عطا فرمائی کہ دشمنوں کے ان ظلموں کو روکنے کے لئے آپ کو اپنا دفاع کرنے کی اجازت ہے، اور اب ان کا جواب سختی سے دینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اب ان ظلموں کو نہ روکا گیا تو یہ ظلم بڑھتے بڑھتے ہر مذہب کے خلاف آگیں بھڑکائیں گے اور اس تعلیم کے خلاف جو خدائے واحد کی عبادت پر زور دیتی ہے یہ ظلم کرنے والے ہمیشہ تلوار اٹھاتے چلے جائیں گے۔ پس آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے

مدینہ پر حملہ کرنے والوں کے خلاف صف آرائی کی۔ پہلی جنگ بدر کے میدان میں لڑی گئی، اور پھر جب بھی دشمن کو موقع ملتا رہا، دشمن مسلمانوں کے خلاف جنگ کے شعلے بھڑکاتا رہا۔ مسلمان باوجود تعداد میں کم اور معمولی ہتھیاروں کے دشمن کا مقابلہ کرتے رہے اور ان جنگوں میں بھی جو خالصتاً مَردوں کا کام ہے مسلمان عورتوں نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ ان بہادر عورتوں نے اپنے فرض کو نبھایا اور خوب نبھایا، جو فرائض عمومی طور پر انجام دیئے ان میں فوجیوں کو، جو زخمی فوجی تھے لڑنے والے جو مسلمان تھے، ان کو پانی پلانا، زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا، شہیدوں اور زخمیوں کو میدانِ جنگ سے اٹھا کر لانا، تیر اٹھا کر مردوں کو دینا تاکہ وہ چلائیں۔ اب ایک عورت جو بظاہر کمزور سمجھی جاتی ہے، ہوش وحواس قائم رکھتے ہوئے اور اپنی کمزوریوں پر قابو پاتے ہوئے یہ کام انجام دے سکتی ہے، اس کے بغیر تو ناممکن ہے کہ وہ یہ کام سرانجام دے سکے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ بعض واقعات میں بیان کروں گا بلکہ ایک واقعہ زیادہ اہمیت کا حامل ہے جو میں نے اس وقت چنا ہے جس میں دکھلایا گیا ہے کہ مردوں کی طرح تلوار بھی عورتوں نے چلائی۔ پھر فوجیوں کے لئے کھانے کا انتظام کرنا یہ بھی عورتوں کا کام تھا۔ شہیدوں کے لئے قبریں کھودنے میں مردوں کا ہاتھ بٹانا، یہ بھی عورتوں کا کام تھا۔ پھر فوج کو ہمت دلانے کے لئے اپنا کردار ادا کرنا، اس میں بھی عورتوں نے خوب کردار ادا کیا۔ لیکن کافر عورتوں کی طرح گانے گا کر اور غلط طریق سے ان کے جذبات ابھار کر نہیں بلکہ ان کو دینی غیرت دلا کر خود مرنے کے لئے آگے قدم بڑھا کر۔ پس اسلام کی تاریخ میں عورتوں کا ایک مقام ہے۔ جنگ ٹھونسی گئی تو جنگی حالات میں مسلمان عورتوں نے اپنا پورا کردار ادا کیا۔ ورنہ یہ ان کی زندگی کا مقصد نہیں تھا۔ وہ صحابیات ایسی تھیں جنہوں نے اس وقت کے ماحول کے مطابق جو نظامِ جماعت تھا اس کو بہترین مشورے بھی دیئے۔ ان صحابیات نے علمی کارنامے بھی انجام دیئے۔ عبادتوں کے معیار بھی قائم کئے۔ اپنے بچوں کی ایسی تربیت بھی کی جس سے ان میں احساس پیدا ہوا کہ ہم نے مذہب اور قوم کے لئے جان، مال اور وقت اور عزت کو قربان کرنا ہے۔ اور اس کی قربانی دینی ہے اور اس کے لئے ہر وقت تیار رہنا ہے۔ پس صرف جنگی اور جاہلانہ مزاج ہونے کی وجہ سے وہ نڈر اور بہادر نہیں تھیں، بلکہ ایک مقصد کے حصول کے لئے، اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے انہوں نے یہ قدم اٹھایا۔ ان کو یہ احساس تھا کہ اپنی ذمہ داری ادا کرنی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آج اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد سے تلوار کا جہاد بند ہے، تو قلم کے جہاد کا آپ نے اعلان فرمایا۔ قلم کے جہاد کے ساتھ ساتھ آج کل الیکٹرانک میڈیا ہے، مختلف ذرائع ہیں جن کے ذریعے اسلام پر حملے کئے جاتے ہیں، احمدیت پر حملے کئے جاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی ذات پر حملے کئے جاتے ہیں، قرآنِ کریم پر حملے کئے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات پر حملے کئے جاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج ان حملوں کی تعداد پہلے سے بہت بڑھ گئی ہے، تو ان حملوں کو پسپا کرنے کے لئے جہاں مردوں کو اپنی طاقتیں صرف کرنے کی ضرورت ہے، وہاں عورتوں کو بھی اپنی تمام تر طاقتوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی ضرورت ہے۔ انٹرنیٹ اور فیس بک (Face Book) اور مختلف ویب سائٹس میں داخل ہونا اپنے مزے اور وقت گزاری اور فن (Fun) کے لئے نہ ہو بلکہ ایک درد کے ساتھ جس طرح قرونِ اولیٰ کی مسلمان عورتوں نے اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے اپنے فرائض ادا کرنے کی کوشش کی اور اپنی جان تک اس مقصد کے حصول کے لئے لڑا دی، آج وہ جان لڑانے کا وقت ہے۔ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ دشمن کے ہر حملے کو پاش پاش کرنے کا وقت ہے۔ لڑکیاں اور پڑھی لکھی عورتیں اپنے آپ کو اس کام کے لئے جماعتی نظام کو پیش کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ بعض مثالیں ان جہاد کرنے والی عورتوں کی پیش کروں گا۔ ایک مثال جو عام ہے وہ مَیں نے لی ہے جو آپ کے سامنے رکھتا ہوں تاکہ پتہ لگے کہ کس طرح مستقل طور پر اسلام کے دفاع کے لئے وہ عورتیں کھڑی ہوتی تھیں۔ توحید کے قیام کے لئے جان کی قربانیاں پیش کرنے کی مثالیں تو آپ نے سن لیں، لیکن ایسی مثالیں بھی ہیں جن میں اسلام کے دفاع اور اس دین کے دفاع کے لئے جس نے توحید کا قیام کرنا ہے اور آنحضرت ﷺ کی حفاظت کے لئے اپنی جان لڑانی ہے، ان کا کیا کام ہے؟ اور کس طرح ان عورتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے اپنی جان لڑائی اور کس طرح وہ مضبوط چٹان بن کر کھڑی ہوئیں۔

حضور نے فرمایا: سب سے پہلے مَیں حضرت اُمّ عمّارہؓ کی مثال لیتا ہوں۔ حضرت امّ عمّارہؓ مدینہ کی عورتوں میں سے ان ابتدائی خوش نصیب عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے مکّہ جا کر بیعتِ عقبہ ثانیہ میں حصہ لیا تھا۔ اس خوش نصیب قافلے میں 72 مرد اور دو عورتیں تھیں، اور ان میں سے ایک امّ عمّارہ نصیبہؓ بنت کعب اور دوسری امّ اسماءؓ بنت عمرو بن عدی تھیں۔ حضرت امِ عمّارہؓ اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتی ہیں کہ جب مَردوں سے بیعت لے لی گئی۔ تو میرے خاوند نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! یہ دو خواتین بھی بیعت کے لئے حاضر ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ٹھیک ہے ان کی بیعت بھی انہی شرائط پر قبول ہے جو بھی مَیں نے مَردوں سے لی ہیں۔ عورتوں کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر تو بیعت نہیں ہوتی۔ ان کی بیعت ہوگئی۔ پھر آپ کے کارناموں میں ہم دیکھتے ہیں کہ غزوہ اُحد میں زخمیوں کو پانی پلانے اور مرہم پٹی کرنے کے علاوہ تلوار کے بھی آپ نے وہ جوہر دکھلائے کہ دنیا دنگ رہ گئی۔ رسولِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مَیں اپنے دائیں بائیں اس وقت جس طرف بھی میری نظر اٹھتی تھی دیکھتا تھا تو امّ عمّارہؓ کو اپنا دفاع کرتے ہوئے مسلسل لڑتے ہوئے پاتا تھا۔ حضرت امّ عمّارہؓ بیان کرتی ہیں کہ غزوہ اُحد میں ایک ایسا نازک ترین وقت بھی آیا کہ جب مسلمانوں کی ایک جلد بازی کی وجہ سے جنگ کا پانسا پلٹ گیا اور مسلمانوں کو پسپا ہونا پڑا۔ کہتی ہیں کہ مَیں اپنے خاوند اور دونوں بیٹوں عبداللہ اور حبیب کے ہمراہ رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے لئے آپ کے پاس آ کھڑی ہوئی۔ اور کہتی ہیں کہ ہم ہر طرف سے ان حملوں کا جواب دینے لگے جو اس نازک صورتِ حال پر ہو رہے تھے۔ خاص طور پر آنحضرت ﷺ کی ذات کو نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ کہتی ہیں میرے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں ڈھال تھی۔ اگر دشمن گھوڑوں پر سوار نہ ہوتے تو ہم ان میں سے کسی ایک کو بھی زندہ بچ کر نہ جانے دیتے۔ کہتی ہیں کہ گھوڑے پر سوار دشمن نے مجھ پر تلوار کا وار کیا لیکن مَیں نے اپنی ڈھال پر اس وار کو روک لیا اور وہ دشمن کچھ نہ کر سکا۔ اور جب وہ پیچھے مڑا تو مَیں نے موقع غنیمت جانتے ہوئے اس کے گھوڑے کی پیٹھ پر تلوار ماری اور اس زوردار وار کی وجہ سے گھوڑے کی پیٹھ کٹ گئی اور اپنے سوار سمیت وہ نیچے گر گیا۔ یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے بڑی بلند آواز سے ان کے بیٹے کو آواز دے کر فرمایا: عبداللہ بن امّ عمّارہ! اپنی والدہ کا ہاتھ بٹاؤ۔ وہ میرے پاس آیا اور پھر میری مدد سے ہم نے اس دشمن کا کام تمام کیا۔

اسی طرح ان کے بیٹے غزوہ احد کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جب دشمن کی طرف سے زوردار حملہ ہوا، مجاہدین بکھر گئے۔ مَیں اپنی والدہ کے ہمراہ رسولِ اقدس کے قریب ہوا اور آپ پر جس طرف سے بھی کوئی وار ہوتا ہم اسے روکتے اور اس جنگ میں حضرت اُمّ عمّارہ کے کندھے پر تلوار کا زخم آیا جس میں سے خون بہہ رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے بیٹے کو ارشاد فرمایا کہ اپنی والدہ کے کندھے پر مرہم پٹی کرو۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ تمہارا پورا خاندان بڑا عظیم ہے اللہ تم پر اپنی رحمت کی بارش برسائے۔ اور ساتھ ہی یہ دعا بھی دی کہ الٰہی اس خاندان کو جنت میں میرا رفیق بنا دینا۔ یہ دعا سن کر اس خاندان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور پہلے سے زیادہ جوش اور جذبہ کے ساتھ جنگ میں مصروف ہو گئے اور آنحضرت ﷺ کے دفاع میں مصروف ہو گئے۔ حضرت اُمّ عمّارہؓ نے اس جنگ میں یہ دیکھا کہ بیٹے کا ہاتھ بری طرح زخمی ہے تو اس کی پٹی کی اور اس کے بعد کہا کہ بیٹا جاؤ ہمت کرو اور دوبارہ دشمن پر حملہ کرو۔ ان زخموں کی وجہ سے بیٹھ نہیں جانا۔ آنحضرت ﷺ نے پھر ان کی جرأت کی بڑی تعریف فرمائی۔ حضرت اُمّ عمّارہؓ آنحضرت ﷺ کے پاس کھڑی تھیں، تلوار ہاتھ میں تھ۔ وہ مشرک جس نے ان کے بیٹے کو زخمی کیا تھا جب دوبارہ سامنے آیا۔ جب رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے بیٹے کو زخمی کرنے والا پھر سامنے آ گیا ہے۔ حضرت امّ عمّارہؓ نے اس کو دیکھتے ہی ایک وار کیا اس کی ٹانگ کٹ گئی اور جب وہ زمین پر گرا تو باقی مجاہدین نے اس کو پکڑ لیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر پھر ان کی بڑی تعریف فرمائی۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مَیں آنحضرت ﷺ سے خود یہ سنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مَیں نے غزوہ اُحد کے دن جب اپنے دائیں بائیں دیکھا تو حضرت اُمّ عمّارہؓ کو اپنے دفاع میں لڑتے ہوئے پایا۔ حضرت اُمّ عمّارہؓ کے جسم پر تقریباً بارہ زخم لگے جن میں کندھے کا زخم بہت گہرا تھا، جس کا علاج تقریباً ایک سال تک ہوتا رہا۔ حضرت اُمّ عمّارہ کے کندھے پر جس شخص نے تلوار کا وار کیا تھا وہ بڑا خطرناک وار تھا اس سے آپ بے ہوش بھی ہو گئیں تھیں، لیکن جب ہوش آیا تو پہلا سوال جو آپؓ نے پوچھا وہ یہی تھا کہ آنحضرت ﷺ کا کیا حال ہے؟ نہ اپنے بیٹوں کا پوچھا نہ اپنے خاوند کا پوچھا۔ جب بتایا گیا کہ آپؐ ہر طرح سے محفوظ ہیں تو بے ساختہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

حضرت امّ عمّارہؓ غزوہ حنین اور فتح مکہ کے علاوہ مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ میں بھی شامل تھیں۔ اور جنگِ یمامہ میں بھی شریک ہوئیں۔ اس جنگ میں لڑائی کے دوران ان کا ایک ہاتھ کٹ گیا اس کے علاوہ بھی جسم پر گیارہ زخم آئے اور ان کا بیٹا اس میں شہید ہوا۔ اُمّ عمّارہؓ نے صلح حدیبیہ میں شرکت کی سعادت بھی حاصل کی اور اس سے پہلے جو بیعتِ رضوان لی گئی تھی اس میں بھی شامل تھیں۔ اس بیعت کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں شامل سب لوگوں کو جنّتی قرار دیا ہے۔ فرماتی ہیں کہ عمرہ ادا کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ مکہ معظّمہ کے قریب حدیبیہ مقام پر ہمیں روک لیا گیا۔ قریش نہیں چاہتے تھے کہ مسلمان مکہ معظّمہ میں داخل ہوں۔ حضرت عثمان بن عفانؓ کو سفیر بنا کر مکہ معظّمہ بھیجا گیا۔ ان کی واپسی میں تاخیر ہوگئی اور یہ خبر مشہور ہوگئی کہ انہیں شہید کر دیا گیا ہے۔ رسولِ اقدس ﷺ نے ایک درخت کے سائے میں بیٹھ کر بیعت لینا شروع کر دی اور آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیعت لینے کا حکم دیا ہے۔ کہتی ہیں کہ جس کے پاس کوئی ہتھیار تھا اس نے وہ تھام لیا۔ چونکہ یہ سفر عمرہ ادا کرنے کی نیت سے اختیار کیا گیا تھا۔ اس لئے بیشتر افراد کے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا۔ فرماتی ہیں کہ مَیں نے ایک لاٹھی پکڑ لی اور ایک چھری میرے پاس تھی وہ لے لی، اور اپنی کمر کے ساتھ اُڑس لی تاکہ اگر کوئی دشمن حملہ کرے تو میں اس سے لڑ سکوں۔

حضرت اُمّ عمّارہؓ نے غزوہ حنین میں بھی جرأت و شجاعت کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ فرماتی ہیں کہ بنو ہوازن کا ایک شخص اونٹ پر سوار میدان میں جھنڈا لہراتا ہوا داخل ہوا۔ مَیں نے موقع پاتے ہی اونٹ کی پچھلی جانب زوردار وار کیا جس سے اونٹ لڑکھڑاتا ہوا اپنے سوار سمیت گِر پڑا اور اس کے گرتے ہوئے سوار پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ اٹھ نہ سکا۔

ان کے بیٹے کو آنحضرت ﷺ نے اپنا نمائندہ بنا کر مسیلمہ کذاب کے پاس بھیجا۔ لیکن اس نے سفارتی آداب کو پامال کرتے ہوئے ایک ستون سے باندھ دیا اور بے ہودہ سوال کرنے کے بعد ان کا ایک ایک عضو کاٹ کر شہید کر دیا۔ جب اُمّ عمّارہ کو اپنے بیٹے کی شہادت کی خبر ملی تو کمال صبر اور تحمل سے اس صدمے کو برداشت کیا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے آپ کو بہت دعائیں دیں۔ حضور نے فرمایا کہ جب مسیلمہ کذاب کو قتل کیا گیا تو اس جنگ میں آپؓ کا اپنا بازو بھی کٹ گیا تھا لیکن اپنا بازو کٹنے کا آپ کو اتنا غم نہیں تھا جتنا مسیلمہ کذّاب کے واصلِ جہنّم ہونے کی خوشی تھی۔ حضرت عمر بن خطابؓ کے دورِ خلافت میں ایک روز حضرت عمرؓ کے پاس بہت عمدہ چادریں لائی گئیں۔ ایک چادر بہت ہی اچھی قسم کی تھی اور بڑے سائز کی تھی۔ حضرت عمرؓ کو مشورہ دیا گیا کہ یہ چادر عبداللہ بن عمرؓ کی بیوی صفیہ بنت ابی عبید کو دے دی جائے جو آپ کی بہو تھیں۔ آپؓ نے ارشاد فرمایا یہ چادر اس خاتون کو دی جائے گی جو صفیہ سے کہیں بہتر ہے۔ مَیں نے اس خاتون کی تعریف رسولِ اقدس ﷺ کی زبانِ مبارک سے سنی ہے۔ اس کے بعد یہ چادر امّ عمّارہ کو عطا کی گئی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صرف جنگیں ہی نہیں، آپ نے بیعت کے بعد فوری طور پر مدینہ میں آ کر تبلیغ اور تربیت کا بھی بہت کام کیا اور اس میں بھی بھرپور کردار ادا کیا۔ پس امّ عمّارہؓ وہ ہیں جنہوں نے جرأت وبہادری کے عجیب نمونے دکھائے ہیں۔ جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی حفاظت کے لئے جنگ کی انتہائی خطرناک صورت میں جب آنحضرت ﷺ کے گرد چند مسلمان رہ گئے تھے، اپنے خاوند اور بیٹوں کے ساتھ مل کر بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ اگر مَردوں میں حضرت طلحہؓ کی مثال دی جاتی ہے کہ انہوں نے کہا کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ پر آنے والا ہر تیر اُحد کے دن اپنے ہاتھ پر روکا تھا اور اُف بھی نہیں کرتا تھا اس لئے کہ کہیں اُف کرنے سے میرا ہاتھ ہل نہ جائے اور تیر آنحضرت ﷺ کو لگ جائے۔ تو حضرت امّ عمّارہؓ نے عورتوں کی نمائندگی میں آپؐ کی حفاظت کا بھی حق ادا کر دیا۔ یہ سوچ لیا کہ آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت ہی میرا سب سے بڑا مقصد ہے۔ میرے بیٹے شہید ہوں، میرا خاوند شہید ہو مجھے اپنی جان قربان کرنی پڑے تو میں قربان ہو جاؤں لیکن مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہرحال حفاظت کرنی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمانی وجود ہمارے سامنے نہیں ہے تو

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر116

امیر جماعت احمدیہ کبابیر مکرم محمد شریف عودہ صاحب اور ان کے بھائی مکرم منیر عودہ صاحب کی یادوں اور ایمان افروز واقعات کے بعد بہت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مبلغ سلسلہ کبابیر مکرم محمد حمید کوثر صاحب کی مساعی کا بھی ذکر کر دیا جائے جنہوں نے کم وبیش 13 سال (1985ء تا1998ء) کبابیر میں بطور مبلغ ذمہ داریاں ادا کیں۔ آپ نے یکم ستمبر 1973ء کو جامعہ احمدیہ قادیان میں اپنی تعلیم مکمل کی۔ اس کے بعد کچھ عرصہ مختلف مرکزی دفاتر میں کام کیا۔پھر بھاگلپور، کشمیر، اور بمبئی وغیرہ میں بطور مبلغ کام کرنے کی توفیق ملی۔

اکتوبر 1984ء میں آپ کی تقرری حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بطور مبلغ کبابیر (حیفا) فرمائی۔26اپریل1985ءکو آپ کبابیر پہنچے۔

تبلیغی وتربیتی مہمات کا آغاز

مکرم محمد حمید کوثر صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب خاکسار کبابیر پہنچا تو محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی وہاں فریضہ تبلیغ وتربیت ادا کر رہے تھے جو اپنی صحت اور بیماری کی وجہ سے کبابیر میں زیادہ دیر قیام نہ فرما سکے۔اور 6/دسمبر 1985ء کو قادیان کے لئے روانہ ہوگئے۔یوں 6/دسمبر 1985ء تک خاکسار مولانا شریف احمد صاحب امینی کے نائب کے طور پر خدمت بجالاتا رہا۔اُن کی واپسی کے بعد امیر جماعت ومبلغ انچارج کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

ذیلی تنظیموں کو فعّال بنانے کا کام

تبلیغ کے سلسلہ کو منظّم طور پر شروع کرنے کے لئے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہٗ نے ذیلی تنظیمات کا جو قیام فرمایا ہے، اس میں بڑی حکمت ہے اور ان تنظیمات کو متحرک کئے بغیر تبلیغ وتبشیر کے فریضہ کی ادئیگی مشکل ہے۔ چنانچہ ذیلی تنظیموں کو قائم کیا گیا اور مکرم عبداللطیف عودہ صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ، مکرم عبد اللہ اسعد صاحب زعیم مجلس انصار اللہ، اور خاکسار کی اہلیہ سلیمہ بانو صاحبہ لجنہ اماء اللہ کی صدر منتخب ہوئیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ ذیلی تنظیموں کے فعال ہونے سے تبلیغ وتربیت کے کاموں میں بہتری پیدا ہوتی چلی گئی۔

عربی میں ہجری شمسی کیلنڈر کی اشاعت

عام غیر احمدی احباب میں یہ خیال پایا جاتا تھا کہ جماعت احمدیہ بہائیوں کی طرح کا کوئی فرقہ ہے۔ان کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔حتی کہ ان کے مہینے وسال بھی وہ نہیں ہیں جو کہ ہجری قمری کہلاتے ہیں۔ چنانچہ اس خیال کے ازالہ کے لئے 1987ء میں پہلی بار 1407-1408ء ہجری قمری اور 1367ء ہجری شمسی کیلنڈر عربی میں شائع کیا گیا۔اس کیلنڈر میں یہ وضاحت کی گئی کہ ہجری شمسی کیلنڈر سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس خیال سے جاری فرمایا تھا کہ مذہبی ودینی امور کے لئے تو مسلمان ہجری قمری سن استعمال کرتے ہیں۔مگر روز مرہ کے کاموں کے لئے عیسوی سن استعمال کرنے پر مجبور ہیں۔چنانچہ آپ کی ہدایت پر ہجری شمسی کیلنڈر تیار کیا جو ہجری قمری سال کی طرح ہجرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوتا ہے۔اور مہینوں کے نام خاص واقعات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔اس کیلنڈر میں مہینوں کے نام اور ان کا پس منظر بھی شائع کیا گیا۔یہ کیلنڈر ہر سال شائع ہوتا رہا اور عربوں میں کافی مقبول ہوا۔

کیلنڈر کے بارہ میں حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ کا مکتوب گرامی

یہ کیلنڈر عبد اللطیف صاحب اسماعیل قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھجوایا۔چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جوابی عربی مکتوب گرامی میں فرمایا۔

وصلنی مکتوبک وتقویم "هجری شمسی" فجزا كم الله احسن الجزاء۔ ما احسن ما فعلتم و خدمتم بنشر هذا التقويم لانه كان ضرورة للجماعة۔ان العرب لا يعرفون اهمية هذا التقويم فبارک الله فيكم و فی حبكم۔بلغ سلام المحبة الى الاخوان الذين عملوا و تعاونوا معكم فی هذه المهمة فكان الله معكم۔

(دستخط) میرزا طاهر احمد

ترجمہ: آپ کا خط اور کیلنڈر ہجری شمسی مل گیا، جزاکم اللہ احسن الجزاء۔اس کیلنڈر کو شائع کر کے آپ نے بہت اچھا کام ہے اور خدمت سرانجام دی ہے۔ جماعت میں اس بات کی بہت ضرورت تھی، کیونکہ عرب اس کیلنڈر کی اہمیت کو نہیں جانتے۔اللہ تعالیٰ آپ کو برکت عطا فرمائے اور محبت میں بڑھائے۔میرا محبت بھرا سلام تمام بھائیوں تک پہنچا دیں جنہوں نے اس اہم کام کی بجا آوری میں آپ کے ساتھ تعاون کیا ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

(میرزا طاہر احمد)

اخبارات میں مخالفت، اس کا ردّ اور جماعت کی تبلیغ

مورخہ 21/اگست 1987ء کو بمقام ناصرہ سے شائع ہونے والے ہفتہ روزہ "الوطن" نے اپنے ایک مقالہ میں یہ فقرہ لکھا:

"ان بعض الطوائف الاسلامية استقلت عن الاسلام السنی مثل البهائية و الدرزية و الاحمدية"

ترجمہ: بعض اسلامی فرقوں نے اہل السنة و الجماعة سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔مثلاً بہائیت، دروز اور احمدی۔

اس پر جماعت احمدیہ کی طرف سے اُسی ہفت روزہ میں یہ جواب شائع کروایا گیا کہ:

جماعت احمدیہ حقیقی اسلام کا دوسرا نام ہے۔اور مصنف مقالہ کی یہ بہت بڑی غلطی ہے کہ وہ جماعت احمدیہ کو بہائیوں اور دروز کے ساتھ ملا رہے ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں فرقے خود اپنا تعلق اسلام سے قطع کر چکے ہیں۔اس کے برعکس جماعت احمدیہ اُس حقیقی اسلام پر عمل پیرا ہے جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال قبل دنیا کے سامنے پیش کیا تھا، اور اسی اسلام پر دل وجان سے ایمان رکھتی اور اس کی تبلیغ کرتی ہے۔

یہ تردیدی بیان "الوطن" 4/ستمبر 1987ء کے شمارہ میں شائع ہوا۔اس کے بعد اس تردیدی بیان کے جواب میں ناصرہ سے ہی شائع ہونے والے ایک دوسرے عربی ہفت روزہ "الصنارة" نے اپنی 6/نومبر 1987ء کی اشاعت میں ایک اور مخالف کا مقالہ جماعت کے خلاف شائع کر دیا جس میں جماعت پر شدید اعتراض کے گئے تھے۔

اس مقالہ کا جواب جماعت کی طرف سے اسی ہفتہ روزہ میں 20/نومبر 1987ء میں شائع ہوا۔بعد ازاں اسی ہفت روزہ میں 27/نومبر 1987ء کو ایک اور مقالہ جماعت کے خلاف شائع ہوا۔اور اس کا عنوان تھا "بعض نقاط الخلاف بين اهل السنة و الجماعة الاحمدية" جس کا جواب جماعت کی طرف سے 11 /دسمبر 1987ء کے شمارہ میں شائع ہوا۔لیکن افسوس کہ ہفت روزہ "الصنارة" نے غیر جانب داری کا ثبوت نہیں دیا۔کیونکہ اس نے جماعت احمدیہ کے خلاف ایک انتہائی مخالفانہ مضمون شائع کر کے یہ اعلان کیا کہ ہم اب اس سلسلہ کو بند کرتے ہیں۔چنانچہ مجبوراً ہم نے اس مضمون کا جواب "مجلة البشریٰ" میں شائع کر دیا۔

ان مضامین کی اشاعت سے ہزاروں افراد تک جماعت احمدیہ کی تبلیغ پہنچ گئی۔بعد ازاں بہت سے افراد نے رابطہ کر کے ہم سے لٹریچر منگوایا اور مختلف مسائل کے بارہ میں معلومات حاصل کیں۔

خدام الاحمدیہ کے اجتماعات

1986ء کے شروع میں مجلس خدام الاحمدیہ کبابیر کو از سر نو منظّم کیا گیا اور فعّال بنایا گیا چنانچہ 1986ء سے مجلس خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماعات کے انعقاد کا سلسلہ شروع ہوا۔12/فروری 1986ء کو مجلس نے اپنا پہلا سالانہ اجتماع مدرسہ احمدیہ کبابیر کی گراؤنڈ میں منعقد کیا۔اس کے بعد بفضلہٖ تعالیٰ ہر سال خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع منعقد ہوتا رہا۔

ایک اجتماع کے بارہ میں:

1۔حیفا سے شائع ہونے والے اخبار "الانوار" نے مورخہ 18/پریل 1988ء کی اشاعت میں مندرجہ ذیل خبر شائع کی:

جبل کرمل کے محلّہ کبابیر نے بروز جمعہ و ہفتہ دو روز عظیم الشان اجتماع مشاہدہ کیا ہے جس میں سینکڑوں طلبا اور نو جوانوں نے حصہ لیا۔یہ تیسرا سالانہ اجتماع ہے جو مجلس خدام الاحمدیہ نے منعقد کیا ہے۔اس اجتماع میں دو روز تک ورزشی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔اور مختلف ٹیموں نے والی بال، فٹ بال، باسکٹ بال، جمناسٹک، رسہ کشی، کراٹے اور دوسری کھیلوں کے مقابلہ میں حصّہ لیا۔

علاقہ کے باشندے بڑی تعداد میں اس اجتماع میں شریک ہوئے۔کبابیر کے علاوہ باہر سے بھی مہمان تشریف لائے، جنہوں نے مجلس خدام الاحمدیہ کی سرگرمیوں کو دیکھ کر نہایت خوشی اور فرحت کا اظہار کیا۔

2۔بمقام ناصرة سے شائع ہونے والے ہفت روزہ "الصنارة" نے 8/اپریل 1988ء کے شمارہ میں مندرجہ ذیل خبر شائع کی:

مجلس خدام الاحمدیہ کبابیر نے، کبابیر حیفا میں جمعہ و ہفتہ دو روز اپنا تیسرا سالانہ اجتماع منعقد کیا۔ اجتماع کے موقعہ پر یہ اعلان بھی کیا گیا کے جماعت احمدیہ اگلے سال ماہ مارچ میں صد سالہ جشن (تشکّر) منائے گی۔جس میں ایسی خاص نمائش کا اہتمام کیا جائے گا، جس میں قرآن مجید کے سو زبانوں میں تراجم (کامل یا جزوی) پیش کئے جائینگے، اس کے علاوہ دوسری کتب بھی اس نمائش میں رکھی جائیں گی۔

3۔حیفا سے شائع ہونے والے اخبار "کول بوٗ" نے مورخہ 7/اپریل 1988 کے شمارہ میں مندرجہ ذیل خبر شائع کی:

جماعت احمدیہ کے نو جوانوں نے اس ہفتہ کے آخر پر بانیٔ جماعت احمدیہ کے ظہور پر 99 سال مکمل ہونے کی خوشی میں اجتماع منعقد کیا۔

یہ اجتماع حیفا شہر کے محلّہ کبابیر میں منعقد ہوا۔ اجتماع منعقد کرنے والوں نے اس امر کی طرف بھی اشارہ کیا کہ مجلس خدام الاحمدیہ کی تأسیس پر پچاس سال مکمل ہونے کی خوشی میں یہ اجتماع منعقد کیا گیا۔ مجلس خدام الاحمدیہ بلاتمیز رنگ ومذہب انسانی ہمدردی اور محتاجوں کی مدد کے لئے ہر وقت مستعد رہتی ہے۔ اجتماع کی تقاریر میں امن اور اسلام کی طرف بلایا گیا۔،،

(تلخیص رپورٹ مطبوعہ مجلةالبشریٰ مئی، جون 1988ء از صفحہ19 تا صفحہ48)

جماعت احمدیہ کبابیر کی طرف سے مستحق فلسطینیوں کی مالی امداد

دسمبر 1988ء کو دریائے اردن کے مغربی کنارہ پر آباد فلسطین علاقے اور غزہ میں ایک انقلابی تحریک شروع ہوئی اور جوں جوں اس میں شدت پیدا ہوئی اسرائیلی حکومت کی سختیاں بھی بڑھتی گئیں۔فلسطینی مزدورں کی ایک بہت بڑی تعداد صبح سویرے اسرائیلی علاقہ میں محنت مزدوری کرتی اور شام کو واپس چلی جاتی۔یہی اُن کی گزر بسر کا سب سے بڑا ذریعہ تھا۔ حکومت اسرائیل جب انہیں سزا دینا چاہتی ان کی اسرائیل میں آمد پر پابندی لگا دی جاتی۔ چنانچہ ان پابندیوں کی وجہ سے فلسطینیوں کے اقتصادی ومعاشی حالات بد سے بدتر ہوتے چلے گئے۔ایسے حالات میں جماعت احمدیہ کبابیر نے اپنی استطاعت کے مطابق خدمتِ خلق کے جذبہ کے تحت مندرجہ ذیل اقدام اٹھائے۔

☆۔ سال میں کم از کم دو بار تمام افراد جماعتِ کبابیر نئے پُرانے کپڑے مسجد کے نچلے ہال میں جمع کر دیتے۔ ممبرات لجنہ بچوں، بچیوں، عورتوں، مردوں کے کپڑے الگ الگ کرتیں۔ پھر انہیں فلسطینی علاقوں اور غریب بستیوں اور مستحقین میں تقسیم کیا جاتا۔

☆۔ آٹا چاول دال تیل وغیرہ خوردنی اشیاء کے تھیلے غریب فلسطینیوں کے گھر پہنچائے جاتے۔

☆۔ ماہِ اگست ستمبر میں جب اسکول اور مدرسے کھلتے مستحق بچوں کو کتابیں اور کاپیاں دی جاتیں۔

☆۔ بیوگان اور یتامیٰ کی خاص طور پر مدد کی جاتی۔

☆۔ مریضوں کے علاج کے لئے ہر ممکن مالی مدد کی جاتی۔

☆۔ صدقۃ الفطر کا بڑا حصہ انہیں غرباء میں تقسیم کردیا جاتا۔

☆۔ عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر قربانی کے جانوروں کا گوشت بھی اُن میں تقسیم کیا جاتا۔

جماعت احمدیہ کبابیر کی طرف سے غیراحمدی مسلمانوں کی امداد

1948ء میں فلسطینیوں کی ایک بہت بڑی تعداد کو اس وقت کے فلسطین سے ہجرت پر مجبور ہونا پڑا۔ اور اس میں جماعت احمدیہ کے افراد کی بھی خاصی تعداد تھی۔ بعض مقامات سے تمام کے تمام افراد جماعت کو ہجرت کر کے پاس کے عرب ملکوں میں پناہ لینی پڑی۔ اس کے علاوہ فلسطینیوں کی ایک بڑی تعداد اُس حصّہ فلسطین میں بھی باقی رہ گئی جسے ''اسرائیل'' کہا جاتا ہے۔ اپنے ان فلسطین بھائیوں کی طرح جماعت احمدیہ کبابیر کے افراد نے بھی اپنی ارضِ وطن کو نہ چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ ہر ظلم کو برداشت کیا اور ہر مصیبت کو سینے سے لگایا۔ شروع میں ان لوگوں کی اقتصادی حالت بہت خراب تھی۔ اِسی حالت میں جب کبھی ہمارے مسلمان بھائیوں نے جماعت احمدیہ کے افراد سے مالی مدد کا مطالبہ کیا۔ جماعت نے اپنی کم مائیگی کے باوجود ان کی مدد کی۔ خاص طور پر جب کبھی کسی قریہ یا شہر سے مسجد بنانے یا اس کی مرمت کیلئے افراد جماعت کبابیر سے مدد و استعانت چاہی گئی جماعت احمدیہ نے فراخ دلی سے ان کی مدد کی۔ بعض کے اسماء درج ذیل ہیں۔

1۔ مسجد السلام بمقام الناصرة، 2۔ مسجد الهدى بمقام جبل الدولة الناصرة، 3۔ مسجد المشهد بمقام المشهد، 4۔ مسجد ابطن بمقام ابطن، 5۔ مسجد الصديق بمقام الناصرة، 6۔ مسجد النور بمقام رينه، 7۔ مسجد النور مقام الناصرة، 8۔ مسجد السخنين الجديد بمقام سخنين، 9۔ مسجد المغار بمقام مغار، 10۔ مسجد عمربن الخطاب بمقام شفاعمر، 11۔ مسجد كفرقرع بمقام كفرقرع، 12۔ مسجد ام الفحم بمقام ام الفحم

کبابیر میں صدسالہ جوبلی تقریبات کا انعقاد 1989ء۔1889ء

دنیا کی تمام جماعتہائے احمدیہ کی طرح کبابیر میں بھی صدسالہ تقریبات کا انعقاد ہوا۔ اس کے لئے 1986 میں ہی تیاریاں شروع کردی گئی تھیں۔ جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

1۔ جامع سیدنا محمود کی تعمیر کی تکمیل۔

2۔ مسجد کے دو میناروں کی تعمیر کی تکمیل جن کی بلندی تینتیس تینتیس (33-33) میٹر ہے۔

3۔ مسجد کی زمین کے اردگرد پتھر کی خوبصورت چاردیواری بنا کر دو طرف گیٹ لگوانا، اردگرد کے علاقے کی تزئین وغیرہ کا کام مکمل کرنا۔

4۔ مسجد کے ہال میں کتابوں کی جو نمائش ہے اُس کو مزید بہتر بنانا۔

5۔ منتخب آیات، احادیث، اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عبرانی اور ایڈش (Yidish) زبانوں میں تراجم شائع کرنا۔

٦۔ مجلّہ البشریٰ کا موقعہ کی مناسبت سے خاص شمارہ شائع کرنا۔

الحمدللہ مدّت مقررہ میں یہ تمام کام پایہ تکمیل کو پہنچ گئے جس کی کسی قدر تفصیل آگے آئے گی۔

مسجد احمدیہ کبابیر کی تعمیرِ نو

مسجد احمدیہ کبابیر جس کی بنیاد محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ عنہ نے 16/ذو القعدہ 1349ھ مطابق 3/اپریل 1931ء کو رکھی، جس کی تکمیل مولانا ابوالعطاء صاحب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوئی۔ کم وبیش نصف صدی گزرنے کی وجہ سے مسجد کی عمارت خستہ ہوگئی تھی جس کی بنا پر 1979ء میں اس کی تعمیر نو کا منصوبہ صدسالہ جوبلی کے منصوبہ کے تحت عمل میں آیا۔ مورخہ 22/رجب 1399ھ بمطابق 18/جون 1979ء کو مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب نے مسجد کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ ابھی مسجد کی پہلی منزل کی چھت مکمل ہوئی تھی کہ مولانا موصوف کا تبادلہ عمل میں آیا، اور وہ 16/دسمبر 1981ء کو ربوہ تشریف لے گئے۔ بعدازاں مسجد مختلف مراحل میں تعمیر ہوتی رہی۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مسجد کا نقشہ ایک مسلمان انجینئر محمود طبعونی صاحب آف ناصرہ نے محترم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب کے مشورہ سے تیار کیا۔

مسجد احمدیہ کبابیر اور وقارِ عمل

انجینئرز کے اندازے کے مطابق اس مسجد کی تعمیر کے اخراجات پچیس لاکھ ڈالر کے برابر مقامی کرنسی میں تھے۔ لیکن جو اصل اخراجات اس مسجد کی تعمیر پہ ہوئے وہ صرف نو سے دس لاکھ ڈالر کے درمیان ہیں۔ اس کی بڑی وجہ احباب جماعت اور خدام کا مسجد کی تعمیر کیلئے دن رات وقارِ عمل کرنا تھا، حقیقت تو یہ ہے کہ سوائے بعض خاص امور کے معماری سے لے کر مزدوری تک جملہ اخراجات (تقریباً دس لاکھ ڈالر) کبابیر کی جماعت نے جوبلی فنڈ اور مسجد کا چندہ جمع کر کے پورا کیا اور کسی قسم کی کوئی بیرونی امداد حاصل نہ کی گئی۔ یہ مسجد حقیقت میں وقارِ عمل کی نیک تحریک کا ثمرہ ہے۔

مسجد کے منارے

1987ء میں جب مسجد کے میناروں کی تعمیر کا منصوبہ زیرِغور آیا تو خاکسار نے انجینئرز کو قادیان سے منارۃ المسیح کی بڑی تصاویر اور تفاصیل منگوا کردیں، تا وہ مسجد کے منارے اس کے کسی قدر مشابہ بنانے کی کوشش کریں۔ چنانچہ منارۃ المسیح کی طرح ہر منارے کی تین تین منزلیں بنائی گئیں۔

الحمدللہ دونوں منارے جوبلی سال 1989ء میں پایہ تکمیل کو پہنچے۔ زائرین اور اخباروں کے نمائندے آتے ہیں اور اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ ایک مقامی اخبار کے صحافی نے مسجد دیکھنے کے بعد اپنے اخبار میں مندرجہ ذیل خبر شائع کی۔

''بلاشبہ جماعت احمدیہ کی مسجد مشرق وسطیٰ کی خوبصورت مساجد میں سے ایک ہے''۔

مستقل نمائش کا قیام

صد سالہ جوبلی منصوبہ کے تحت مسجد احمدیہ کبابیر (جامع سیدنا محمود) کے نچلے ہال کے ایک حصہ میں یہ مستقل نمائش بنائی گئی ہے۔ اس نمائش کا افتتاح فروری 1987 میں ہوا۔ نمائش کی زینت بننے والے wings کی کچھ تفصیل اس طرح ہے:

☆ قرآن کریم کے شائع ہونے والے تراجم وتفاسیر۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور ملفوظات۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی تصاویر۔

☆ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اکناف عالم میں تعمیر ہونے والی مساجد کی تصاویر۔

☆ جماعت احمدیہ کے مختلف عالمی مراکز سے شائع ہونے والے اخبارات ورسائل کے نمونے۔

☆ مبلغین کرام کی تصاویر جنہیں کبابیر میں تبلیغی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔

☆ مقامی جماعت احمدیہ کی مختلف تصاویر۔

☆ عربی اور دوسری زبانوں میں مختلف اخبارات وجرائد میں شائع ہونے والی جماعت احمدیہ کے بارے میں آراء۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہم پیشگوئیاں جو عصر حاضر کے بارے میں ہیں۔

☆ عربی میں دنیا کا ایک بڑا سا نقشہ اور اس میں چھوٹے چھوٹے قمقموں سے مراکز جماعت کی نشان دہی کی گئی ہے۔

اپریل 1998ء تک ایک اندازہ کے مطابق اس نمائش کو دس ہزار زائرین نے دیکھا اور بہت نیک تاثرات کا اظہار کیا۔ (باقی آئندہ)

عیدالاضحیٰ کے موقع پر جانوروں کی قربانی کے سلسلہ میں ایک ضروری اعلان

امسال عیدالاضحیٰ کے موقع پر جانوروں کی قربانی کروانے کے ریٹس درج ذیل ہوں گے۔

بکرا: £60-00 گائے: £200-00

(ایک گائے میں سات حصے ہوتے ہیں)

ایسے احباب جماعت جو جماعتی انتظام کے تحت قربانی کروانے کے خواہشمند ہوں وہ اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی کر کے رسید حاصل کرلیں۔

امراء اور صدران جماعت سے درخواست ہے کہ قربانیوں کی اطلاع قبل از وقت وکالت مال لندن میں بھجوادیں تاکہ بروقت قربانیوں کا انتظام کروایا جاسکے۔ (ایڈیشنل وکیل المال۔لندن)

ضروری تصحیح

الفضل انٹرنیشنل کے شمارہ 22/اکتوبر 2010ء میں صفحہ اول پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب برموقع سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ یوکے کا خلاصہ شائع کیا گیا ہے۔ اس میں اجتماع کے انعقاد کی تاریخیں سہواً غلط لکھی گئی ہیں جس کے لئے ادارہ معذرت خواہ ہے۔ دراصل یہ اجتماع 24، 25 اور 26 ستمبر کو منعقد ہوا۔ اور حضور انور ایدہ اللہ نے 26/ستمبر بروز اتوار اجتماع سے اختتامی خطاب فرمایا تھا۔ احباب درستی فرمالیں۔

(ادارہ)

تحریک جدید کا رواں مالی سال

تحریک جدید کا رواں مالی سال قریب الاختتام ہے۔ تمام امراء مبلغین انچارج اور صدران جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ تحریک جدید کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں اور

۞ ...... جو افراد جماعت ابھی تک اس بابرکت تحریک میں شامل ہونے کی سعادت سے محروم ہیں انہیں شامل کرنے کی کوشش کریں۔

۞ ...... نومبائعین کو بھی اس میں شامل کیا جائے خواہ معمولی رقم ہی کیوں نہ ہو۔

31/اکتوبر سے پہلے پہلے وعدوں کے مطابق 100 فیصد وصولی کو یقینی بنانے کے لئے بھرپور جدوجہد فرمائیں۔

۞ ...... دفتر اوّل کے مرحومین کو جو کھاتے جاری ہورہے ہیں ان کے متعلق ہدایت ہے کہ ان کا ریکارڈ مقامی سطح پر رکھا جائے۔ براہ کرم اس بات کا جائزہ لے لیں کہ شعبہ تحریک جدید نے یہ کام مکمل کرلیا ہے۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(مبارک احمد ظفر۔ ایڈیشنل وکیل المال۔لندن)

خطبہ جمعہ

پاکستان بننے سے لے کر آج تک خلفائے احمدیت سیاستدانوں اور عوام کو اس طرف توجہ دلاتے رہے کہ ہمیشہ اس طبقہ سے ہوشیار رہو جو کسی بھی صورت میں مذہبی شدت پسندی کی طرف ملک کو لے جانا چاہتا ہے۔

جانتے بوجھتے ہوئے نام نہاد اسلام کے ٹھیکے داروں کو غیر ضروری اہمیت دے کر پاکستان میں لاقانونیت کے حالات پیدا کر دیئے گئے ہیں جو روز بروز بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

ہر احمدی کی ملک کے شہری کی حیثیت سے تو ملک کے سیاسی معاملات میں دلچسپی ہے، ہو سکتی ہے اور ہونی چاہئے۔ لیکن جماعت احمدیہ کو بحیثیت جماعت یا خلافتِ احمدیہ کو کسی حکومت، کسی ملک کی حکومت پر قبضہ کرنے میں نہ کوئی دلچسپی ہے اور نہ یہ ہمارا مقصد ہے۔ ہاں جب بھی کسی بھی حکومتِ وقت کو ملک کی تعمیر و ترقی اور بقاء کے لئے مشوروں کی اور قربانیوں کی ضرورت ہوئی تو جماعت احمدیہ نے حصہ لیا اور حصہ لیتی ہے۔

ہمیں غلوّ اور فساد سے کوئی تعلق نہیں ہے، ہم تو عاجزی اور پیار اور محبت کو پھیلانے والے ہیں۔

جماعت احمدیہ ہر آفت کے موقع پر بلاتخصیص مذہب، عقیدہ یا فرقہ بنی نوع انسان کی خدمت میں ہمیشہ پیش پیش ہوتی ہے۔

ہمارے ان اخلاق کو کوئی ظالم اور کسی بھی قسم کا ظلم ہم سے چھین نہیں سکتا۔ ہماری دعائیں انشاءاللہ تعالیٰ ایک دن رنگ لائیں گی جب ظالم اور ظلم صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایده الله تعالیٰ بنصره العزیز- فرمودہ 8/اکتوبر 2010ء بمطابق 8/اخاء 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ .

تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ-

(القصص:84)

وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ -(النمل:15)

یہ دو آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں، ایک سورة قصص کی چوراسیویں آیت ہے اور دوسری سورة نمل کی پندرھویں آیت۔ پہلی آیت سورة قصص کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: یہ آخرت کا گھر ہے جسے ہم ان لوگوں کے لئے بناتے ہیں جو زمین میں نہ اپنی بڑائی چاہتے ہیں اور نہ فساد، اور انجام تو متقیوں کا ہی ہے۔

(دوسری آیت کا ترجمہ یہ ہے) اور انہوں نے ظلم اور سرکشی کرتے ہوئے ان کا انکار کر دیا حالانکہ ان کے دل ان پر یقین لا چکے تھے، پس دیکھ فساد کرنے والوں کا کیسا انجام ہوتا ہے۔

نیکی اور بدی، عاجزی اور بڑائی، امن و محبت اور فتنہ و فساد، اطاعت اور بغاوت اور اس طرح کی بہت سی باتیں نیکی میں بھی اور برائیوں میں بھی ہمیں نظر آتی ہیں۔ ان میں ایک حصہ رحمان خدا کا پتہ دے کر اس سے تعلق جوڑنے والوں کی نشانی ہے تو دوسری شیطان کی گود میں گرنے والوں کا پتہ دیتی ہے۔ گویا یہ دو مخالف سمتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ جن نیکیوں کے کرنے کا حکم دیتا ہے شیطان ان سے روکتا ہے۔ اور جن برائیوں سے خدا تعالیٰ روکتا ہے شیطان ان کے کرنے کا حکم دیتا ہے۔ یہ نافرمانی شیطان کی سرشت میں ہے جس کو ایک جگہ خدا تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا (مریم:45) کہ شیطان یقیناً خدائے رحمان کا نافرمان ہے۔ اور شیطان کے پیچھے چلنے والے یقیناً خدا تعالیٰ کی پکڑ میں آتے ہیں۔

یہ دو آیات جن کا ترجمہ مَیں نے بیان کیا ہے۔ آپ نے تلاوت بھی سنی۔ ان میں دو قسم کے لوگوں کا ذکر ہے۔ ایک وہ جو بڑائی اور فساد سے بچتے ہیں۔ یہ رحمان کے بندے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو ظلم اور فساد کرنے والے ہیں اور متکبر لوگ ہیں۔ یہ شیطان کے بندے ہیں۔ اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کی سنت کے مطابق اپنے بد انجام کو پہنچنے والے ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک پاکستان میں (چونکہ بہت سارے پاکستانی اس وقت میرے سامنے ہیں دنیا میں اکثر جگہ پاکستانی غور سے خطبہ سنتے ہیں) اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ مسلمان اکثریت کا ملک ہے۔ یہ ملک آج ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں یرغمال بن چکا ہے جنہیں خدا تعالیٰ کے ان احکامات سے دُور کا بھی واسطہ نہیں جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور جن باتوں کو کرنے سے روکا ہے وہ وہاں عام ہو رہی ہیں۔ وہ طبقہ آج سیاستدانوں کے سروں پر بھی سوار ہے۔ اور اس نے انتظامیہ کے کندھوں پر بیٹھ کر ان کی گردن کو اپنے شکنجے میں لیا ہوا ہے۔ اور اس کا نتیجہ ہمیں ہر روز کی آگوں اور فسادوں اور قتل و غارت کی صورت میں نظر آ رہا ہے۔ بلکہ کہنا چاہئے کہ پورا نظام ہی چاہے سیاستدان ہیں، انتظامیہ ہے یا کوئی اور ہے ان فسادیوں کے رنگ میں رنگین ہو چکا ہے۔ پاکستان بننے سے لے کر آج تک خلفائے احمدیت سیاستدانوں اور عوام کو اس طرف توجہ دلاتے رہے کہ ہمیشہ اس طبقہ سے ہوشیار رہو جو کسی بھی صورت میں مذہبی شدت پسندی کی طرف ملک کو لے جانا چاہتا ہے۔ عوام تو اپنی کم علمی اور معصومیت اور اسلام سے محبت کی وجہ سے ان شدت پسندوں کے دھوکوں میں آتے گئے۔ پھر غربت اور افلاس نے وہاں کے جو اکثر غریب لوگ ہیں ان کو سوچنے کا موقع نہیں دیا۔ اور سیاستدان اپنے مفادات کی خاطر مذہبی جبہ پوشوں سے معاہدے کرتے رہے یا ان کو اس حد تک آزادی دے دی کہ اب سیاستدانوں کے خیال میں بغیر ان کے ان کی سیاست چمک نہیں سکتی، وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ہر پارٹی یہ سمجھتی ہے کہ کسی نہ کسی مذہبی جبہ پوش کی حمایت کے بغیر اس کی بقا نہیں ہے۔ جانتے بوجھتے ہوئے نام نہاد اسلام کے ٹھیکے داروں کو غیر ضروری اہمیت دے کر پاکستان میں لاقانونیت کے حالات پیدا کر دیئے گئے ہیں جو روز بروز بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ سول (Civil) انتظامیہ ہے تو وہ مجبور ہے بلکہ اب تو ایسے خطرناک حالات ہیں کہ رینجرز جو کسی زمانے میں امن قائم کرنے کے لئے بڑی اہم سمجھی جاتی تھی اور فوج جو ہے ان کی بھی ان دہشت گرد اور شدت پسند تنظیموں کے سامنے جدید ہتھیاروں کے لحاظ سے کوئی حیثیت نہیں۔ ان حالات میں ایک احمدی ہے جس کا دل بے چین ہوتا ہے کہ وہ ملک جسے ہم نے ہزاروں جانوں کی قربانی سے حاصل کیا تھا اس کا ان مفاد پرستوں اور خود غرضوں اور اسلام اور خدا کے نام پر ظلم و تعدی میں بڑھنے والوں نے یہ حال کر دیا ہے۔ گو ظاہری لحاظ سے باوجود کوشش کے احمدی اس ملک کو ظالموں سے نجات دلانے کے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ لیکن وطن کی محبت، ہر پاکستانی احمدی کی وطن کی محبت اس سے یہ ضرور تقاضا کرتی ہے اور یہ ہر پاکستانی احمدی کا فرض بھی ہے کہ ہم ملک کے لئے دعا کریں، کوشش کریں۔ چاہے جتنا بھی اہلِ وطن یا کم از کم اپنے آپ کو سب سے زیادہ ملک کا وفادار سمجھنے والے نام نہاد لوگ جتنا بھی ہم پر وطن دشمنی کا الزام لگا لیں، ہم پر ہر قسم کا ظلم بھی روا رکھیں، ہم نے وطن کی محبت کے تقاضے کو پورا کرتے ہوئے ملک کے لئے دعا کرتے رہنا ہے۔ اس ملک کو اب اس خوفناک صورتحال سے اگر کوئی چیز بچا سکتی ہے تو وہ احمدیوں کی دعائیں ہی ہیں۔ بیرونی دنیا کا محاذ بھی پاکستان کے خلاف سخت سے سخت تر ہوتا چلا جا رہا ہے اور اندرونی طور پر بھی فتنہ و فساد، دہشت گردی اور قومی املاک اور وسائل کو آگیں لگا کر تباہ کر کے ملک کو کمزور تر کیا جا رہا ہے۔ یہ کون سی حب الوطنی ہے جس کو ہم ان شدت پسند تنظیموں کے رویے سے دیکھ رہے ہیں، ان کے عمل سے دیکھ رہے ہیں؟

بے شک اس وقت ہم یعنی احمدی پاکستان کے مظلوم ترین شہری ہیں جن کے ہر قسم کے حقوق غصب کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ سیاست اور حکومت سے تو ہمارا کوئی لینا دینا نہیں، کوئی واسطہ نہیں۔ یہ تو ان دنیاداروں کی کم عقلی ہے اور وہم ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کیونکہ ایک منظّم تنظیم ہے اس لئے شاید حکومت پر ایک وقت میں قبضہ کرنا چاہے گی۔ ہمیں نہ تو پاکستان کے حکومتی معاملات سے کوئی دلچسپی ہے اور نہ ہی دنیا کی کسی بھی ملک کی حکومت

سے۔ ہاں کسی ملک کا شہری ہونے کی حیثیت سے ہم ملک سے وفا اور محبت کا تعلق بھی رکھتے ہیں۔ اور ہر ملک کے احمدی کو اپنے ملک کو دنیا کے ملکوں میں نمایاں طور پر دیکھنے کی خواہش بھی ہے۔ اور اس کے لئے وہ کوشش بھی کرتا ہے اور دعا بھی کرتا ہے اور کرنی چاہئے۔ اور ایک احمدی اپنی ذاتی حیثیت سے کسی بھی ملک کی سیاست میں یا کسی سیاسی پارٹی کے ساتھ جُڑ کر سیاست میں حصہ بھی لیتا ہے۔ دنیا کے کئی ملک ہیں جہاں احمدی اگر حکومتی پارٹی میں شامل ہو کر ملک کی بہتری کے لئے کردار ادا کر رہے ہیں تو غیر حکومتی یا حزبِ مخالف پارٹی جو ہے اس میں بھی شامل ہو کر ملک کی تعمیر و ترقی میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ پس ہر احمدی کی ملک کے شہری کی حیثیت سے تو ملک کے سیاسی معاملات میں دلچسپی ہے، ہو سکتی ہے اور ہونی چاہئے۔ لیکن جماعت احمدیہ کو بحیثیت جماعت یا خلافتِ احمدیہ کو کسی حکومت، کسی ملک کی حکومت پر قبضہ کرنے میں نہ کوئی دلچسپی ہے اور نہ یہ ہمارا مقصد ہے۔ کیونکہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق نے جو راہ دکھلائی ہے وہ مادی ملکوں کے حاصل کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ روحانی بادشاہت کے حصول کے لئے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا تاج ہے جس کا حصول ہمارا مقصود ہے۔ ہاں جب بھی کسی بھی حکومتِ وقت کو ملک کی تعمیر و ترقی اور بقاء کے لئے مشوروں کی اور قربانیوں کی ضرورت ہوئی تو جماعت احمدیہ نے حصہ لیا اور حصہ لیتی ہے۔ پس ہم احمدی تو وہ ہیں جو پاکستان میں انفرادی طور پر بھی اور من حیث الجماعت بھی تمام قسم کے ظلم سہنے کے باوجود اپنے ہم وطنوں اور اپنے ملک کو پریشانی اور مشکل کی حالت میں دیکھتے ہیں تو بے چین ہو جاتے ہیں۔ ہماری بے چینی حکومتوں کے لئے نہیں، ہماری بے چینی ملک کی بقا کے لئے ہے۔ ہماری بے چینی ملک کے عوام کے لئے ہے۔ اور ہم یہ کوشش کرتے ہیں بلکہ جہاں تک وسائل اجازت دیتے ہیں دنیا میں پھر کر بھی ملک کو کسی بھی قسم کی مشکل سے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یہ عمل ہماری اس تعلیم کی وجہ سے ہیں جو ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دی ہے۔ یہ عمل ہمارے اس اُسوہ پر چلنے کی کوشش کی وجہ سے ہیں جو ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے پیش فرمایا۔ اور جس کی خدا تعالیٰ نے ہمیں ہدایت فرمائی کہ یہی وہ میرا پیارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے اُسوہ پر چلنا خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے فرض قرار دے دیا ہے۔ اور جو اُسوہ اس محسنِ انسانیت اور رحمۃ للعالمین نے پیش کیا وہ یہ ہے کہ اپنے دکھوں کو بھول کر انسانیت کی خدمت کرو۔ کسی اجر کے لئے نہیں بلکہ احسان کے جذبات کے تحت، پیار کے جذبات کے تحت، اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبیٰ کے جذبات کے تحت کہ تمہارے ہم وطن بھی تمہارے قرابت دار ہیں۔ دکھ تو اگر غیروں کو بھی پہنچے تو جو نیک فطرت لوگ ہیں ان کو تکلیف ہوتی ہے، بے چین ہو جاتے ہیں۔ تو یہ تو ہمارے اپنے ہیں اور جو ہمارے اپنوں کو دکھ اور مصیبت اور تکلیف پہنچے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں بے چین نہ کرے۔ پس ہمیں علوّ اور فساد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم تو عاجزی اور پیار اور محبت کو پھیلانے والے ہیں۔ ہم تو اس نبی کے ماننے والے ہیں جو دنیا کو خدا سے دور دیکھ کر بے چین ہو جاتا تھا کہ یہ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے سزاوار نہ ٹھہر جائیں۔ جو اپنی راتیں اس غم میں ہلکان کرتا تھا کہ لوگ خدا کو بھول کر تباہی کے گڑھے میں گر رہے ہیں۔ جس کے اس درد کو دیکھ کر خدا تعالیٰ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا تھا کہ لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (الشعراء:4) شاید تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال لے گا کہ وہ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ پس ہمیں اپنے آقا و مولیٰ کی اُمّت سے منسوب ہونے والوں سے ہمدردی ہے۔ اس بات کا درد ہے اور اس کے لئے ہماری کوشش ہے کہ یہ لوگ آپؐ کے پیغام کو سمجھ کر آپ کے مسیح و مہدی کو مان لیں تا کہ اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی آفات اور عذاب سے بچ جائیں اور اگلے جہان میں بھی اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ جائیں۔

گزشتہ کئی سالوں سے مَیں مختلف وقتوں میں خطبات میں بھی، تقریروں میں بھی بتا رہا ہوں کہ زلازل اور طوفان اور آفات گزشتہ ایک سو سال سے شدت اختیار کر گئے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی تائید کا ثبوت ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑا واضح فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ یہ زلازل اور آفات اور طوفان میری تائید میں آئیں گے۔ آپ کی زندگی میں بھی آئے اور آج تک یہ الٰہی تائیدات کا دور چلتا چلا جا رہا ہے۔ باقی دنیا کی طرح پاکستان میں بھی ان آفات سے جو نقصان ہو رہا ہے وہ ظاہر و باہر ہے۔ بلکہ اقوامِ متحدہ کے صدر جو دورے پر وہاں گئے تھے ان کی ایک رپورٹ کے مطابق حالیہ سیلاب کی تباہی کئی سُونامیوں سے بڑھ کر ہے۔ ہر احمدی جانتا ہے کہ یہ آسمانی اور زمینی آفات جو دنیا میں آ رہی ہیں اور ہو رہی ہیں مسیح موعود کی تائید میں ہیں۔ کاش کہ دنیا اس کو سمجھ جائے۔ یہ عذاب جو دنیا میں آتے ہیں یہ ہمیں بے چین بھی کر دیتے ہیں کہ اگر دنیا نے خدا تعالیٰ کے اشاروں کو نہ سمجھا تو بڑی تباہی بھی آ سکتی ہے۔ اور اس بے چینی میں پھر ہمارا رُخ اپنے پیدا کرنے والے خدا کی طرف ہوتا ہے۔ اپنے اللہ کی طرف ہوتا ہے جو دنیا کی اصلاح کے لئے اپنے پیاروں کو مبعوث فرماتا ہے۔ دنیا کو بچانے کے لئے اپنے فرستادوں کو بھیجتا ہے۔

پاکستانی اخباروں اور میڈیا میں بھی یہ شور ہے کہ یہ خدائی عذاب ہے یا کیا ہے؟ ان کے دینی رہنما کہتے ہیں کہ یہ عذاب نہیں ہو سکتا کیونکہ عذاب خدا تعالیٰ کے نبیوں کے ساتھ آتا ہے۔ مگر خدا کے لئے ہماری بات بھی سنو۔ مسیح موعود کی بات بھی سنو۔ خدا تعالیٰ کے مسیح کا پیغام گزشتہ سو سال سے تمہیں ہوشیار کر رہا ہے۔ ہر آفت جو دنیا میں آتی ہے ہمیں بے چین کرتی ہے کہ یہ آئندہ کسی بڑی آفت کا پیش خیمہ نہ ہو۔

جہاں تک آفات میں جماعت احمدیہ کا اہلِ وطن کی خدمت کا سوال ہے، جیسا کہ مَیں نے کہا ہم ہر طرح مدد کرتے ہیں، ان حالیہ سیلابوں کی تباہ کاریوں میں بھی جماعت احمدیہ نے مختلف ممالک میں پاکستانی سفارتکاروں کے ذریعہ سے انفرادی بھی اور جماعتی طور پر بھی رقمیں اکٹھی کر کے بھیجی ہیں۔ ملک کے اندر بھی، پاکستان میں بھی مخیّر حضرات نے، احبابِ جماعت نے رقم کے ذریعہ بھی، سامان کے ذریعے بھی مدد کی ہے۔ اور ہمارے volunteers نے بھی لوگوں کو نکالنے میں، محفوظ مقامات پر پہنچانے میں، خوراک مہیا کرنے میں کام کیا ہے۔ بلکہ ایک موقع پر ہماری ٹیموں کا ایدھی صاحب جو وہاں کا بہت بڑا ٹرسٹ چلاتے ہیں، ان سے سامنا ہو گیا۔ ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ مَیں نے دیکھا ہے کہ قادیانی مدد کے لئے سب سے پہلے پہنچتے ہیں۔

اگر ہماری ٹیموں نے احمدیوں کو سیلاب میں گھرے ہوئے علاقوں سے نکالا ہے تو غیر از جماعت کی بھی بلاتفریق مذہب، عقیدہ، فرقہ خدمت کی ہے۔ پھر Humanity First کے ذریعے سے بھی خدمت کی ہے اور ہو رہی ہے۔ اور اب Humanity First نے ان سیلاب زدہ علاقوں کے لئے ایک ملین ڈالر مزید امداد کے لئے ارادہ کیا ہے۔ وہاں بحالی کے جو کام ہیں اس میں مدد دے گی۔ اور بلاتخصیص مذہب ہم یہ خدمت کر رہے ہیں اور کرتے رہے ہیں۔ اور پھر ہم یہ بھی نہیں بتاتے کہ ہم احمدی ہیں۔ خاموشی سے خدمت کر رہے ہیں اس لئے کہ کہیں کوئی فتنہ پرداز فتنہ نہ کھڑا کر دے اور اس فتنہ کی وجہ سے غریبوں کو مدد لینے سے محروم کر دے۔

لیکن ان نام نہاد مذہب کے ٹھیکے داروں کا رویہ کیا ہے؟ جو اپنے آپ کو اسلام کا نمائندہ سمجھتے ہیں ان کا رویہ کیا ہے؟ ایک جگہ جب پتہ چلا کہ وہاں دریا کے علاقہ کے کچھ خاندان جو ڈیرہ غازی خان کے ریموٹ علاقہ میں رہتے تھے۔ وہ وہاں سے جو دریا کے قریب ہو گا اٹھ کے آئے۔ بہرحال جب سیلاب آیا تو احمدی بھی متاثر ہوئے تو جو خاندان وہاں سے اٹھ کے آئے ان لوگوں کو جب یہ پتہ لگا تو ان احمدی خاندانوں کو انہوں نے خوراک وغیرہ تو کیا دینی تھی، وہ تو ہم نے خود ہی انتظام کر دیا تھا، جو سکول میں shelter ملا ہوا تھا وہاں سے بھی ان لوگوں کو نکال دیا گیا کہ یہ قادیانی ہیں یہاں نہیں رہ سکتے۔

جہاں تک احمدیوں کا سوال ہے ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے سنبھالا ہے اور جماعت ان کو بے سہارا نہیں چھوڑتی بلکہ خدا تعالیٰ احمدی کو بے سہارا نہیں چھوڑتا۔ ان کا انتظام تو ہو گیا لیکن ان لوگوں کی بدفطرتی کا پتہ چل گیا جو اپنے آپ کو اسلام کا نمائندہ کہتے ہیں کہ خدا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ان لوگوں نے کس بدفطرتی کا ثبوت دیا ہے اور دیتے ہیں۔

یہ طوفان اور سیلاب لاہور میں ہماری مساجد کے واقعہ کے بعد آئے جہاں ظلم و بربریت کی ہولی کھیلی گئی۔ اس تناظر میں اگر دیکھیں تو جماعت احمدیہ کا بلند کردار مزید نکھر کر سامنے آتا ہے کہ باوجود یہ سب ظلم سہنے کے جماعت اپنے ہم وطنوں کو پریشان دیکھ کر فوراً مدد کے لئے آگے آئی۔ جماعت کے افراد کی قربانی کی قدر اور بھی بڑھتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ مسجدوں میں ہمارے شہید ہونے والوں کے گھروں میں اس وقت جب ابھی ان کے گھروں سے جنازے بھی نہیں اٹھے تھے محلے والوں کی طرف سے بعض جگہ مٹھائی پہنچی کہ لو اپنے شہیدوں کی خوشی میں مٹھائی کھاؤ۔ اس سے بڑا مذہبی اور اخلاقی دیوالیہ پن کا اور کیا اظہار ہو سکتا ہے یا ہو گا جو قوم کے بعض لوگوں کا مولوی نے کر دیا ہے۔ بالکل دیوالیہ کر دیا ہے۔ اور پھر محلے کے بچے بعض جگہ احمدی بچوں کو کہتے ہیں کہ انہیں گٹروں میں پھینکنا ہے کیونکہ یہی ان کا مقام ہے، یہی ان کی جگہ ہے۔ جس کی وجہ سے بعض گھرانوں کو اپنے گھر بھی تبدیل کرنے پڑے۔

لیکن احمدی کا بلند کردار پہلے سے بھی بڑھ کر ان حالات میں اپنی شان اور چمک دکھاتا ہے۔ جب خوراک اور مختلف اشیاء بلکہ دوائیوں اور تعمیراتی کاموں کے لئے جماعت خدمات پیش کرتی ہے تو بغیر یہ دیکھے کہ کون کس وقت کس قسم کی دشمنی کرتا رہا ہے، بلاتخصیص ہر ایک کی مدد کے لئے گئی ہے اور مدد پہنچائی ہے۔

پس یہ ہے وہ حقیقی اسلام کی تصویر جو آج جماعت احمدیہ پیش کر رہی ہے۔ یہ اسوہ رسول پر چلنے کا اظہار ہے۔ پس جماعت احمدیہ تو "گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو" کے حکم پر عمل کرنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر یہ کرتی چلی جائے گی۔ یہ مخالفانہ حالات صرف پاکستان میں نہیں ہیں بلکہ دنیا کے کسی بھی خطے میں جب احمدیوں پر ظلم ہوتا ہے تو جماعت وہاں بھی جب وقت پڑے تو اپنے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتی ہے۔

گزشتہ دنوں انڈونیشیا میں پھر ایک جگہ جماعت کی مسجد کو اور احمدیوں کے پانچ چھ گھروں اور کاروں وغیرہ کو، ایک دو کاریں تھیں یا موٹر سائیکل تھے، ان کو آگ لگائی گئی۔ لیکن جماعت نے وہاں بھی جب طوفان کی صورت میں ان کو ضرورت پڑی، ان کی مدد کی۔ انڈونیشیا میں کم از کم بہت سارے غیر از جماعت پڑھے لکھے لوگوں میں یہ شرافت ہے اور جرأت بھی ہے کہ مسجدوں اور گھروں کو جلانے والوں کی کافی سیاستدانوں نے اور بڑے لیڈروں نے مذمت کی ہے بلکہ عبدالواحد جو سابق صدر مملکت تھے، ان کی بیگم افسوس کے لئے جماعت کے گھروں میں بھی گئی۔ ان لوگوں کے پاس گئی جن کا نقصان ہوا تھا۔ کاش کہ ہمارے پاکستانی لیڈروں کی آنکھیں بھی کھلیں اور سیاسی قدروں اور اخلاق کو وہ جاننے والے بنیں۔ بہرحال احمدی تو ہر حال میں دنیا کو ہلاکت سے بچانے کے لئے کوشش کرتا ہے اور اس نے کوشش کرنی ہے۔ زمانہ کے امام کا پیغام پہنچا کر بھی اور دعاؤں میں خاص توجہ دے کر بھی ہم نے اپنی کوشش کو جاری رکھنا ہے۔ اور ہمارے ان اخلاق کو کوئی ظالم اور کسی بھی قسم کا ظلم ہم سے چھین نہیں سکتا۔ ہماری دعائیں انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن رنگ لائیں گی جب ظالم اور ظلم صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے۔ ہمیں ہمیشہ یہ دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے ہر شخص کو اور ہر ملک کو ظالم اور ظلم سے پاک کر دے۔

ہمارا یہ کام نہیں کہ دنیا میں فتنہ و فساد پیدا کر کے اپنے حقوق کے لئے جنگ لڑیں۔ ہمارے پر ظلم دین کی وجہ سے ہو رہے ہیں اس کے علاوہ تو اور کوئی وجہ نہیں۔ اور دین کی خاطر لڑائیوں سے ہمیں اب زمانے کے امام نے روک دیا ہے۔ دعا ایک ہتھیار ہے اور بہت بڑا ہتھیار ہے جس سے ہماری فتح انشاء اللہ تعالیٰ ہونی ہے اور ہو گی۔ ہمارا اصل مقصد خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔ جس کے لئے نیکیاں تو بجا لائی جاتی ہیں لیکن فتنہ و فساد اور علوّ سے کام نہیں لیا جاتا۔ اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ نَجْعَلُھَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا (القصص:84) یعنی یہ آخرت کا گھر ہے جسے ہم ان لوگوں کے لئے بناتے ہیں جو نہ تو زمین میں اپنی بڑائی چاہتے ہیں اور نہ ہی فساد کرتے ہیں۔ پس جب ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم ان لوگوں میں سے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے آخرت پر یقین رکھنے والوں میں شامل کیا ہے تو پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ کسی بھی قسم کے علوّ اور فساد سے ہم کام لیں، قانون کو اپنے ہاتھوں میں لیں۔ انسانیت کی خدمت سے انکار کر دیں۔ دوسروں کو ذلیل کرنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ یہ تقویٰ کے خلاف ہے اور تقویٰ ہی ایک مومن کا مقصود ہے اور ہونا چاہئے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ وعدہ فرماتا ہے کہ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (القصص:84) یعنی آخری انجام متقیوں کا ہی ہے۔ فساد کرنے والوں کا نہیں۔ ہر مذہب کے ماننے والے مخالفین کے حملوں اور زیادتیوں اور ظلموں کی وجہ سے یہی سمجھتے رہے۔ بعض دفعہ ایسے حالات آئے کہ سمجھنے لگے کہ ہم اب ختم ہوئے کہ اب ختم ہوئے۔ اور بعض دفعہ جب امتحان اور ابتلا لمبا ہو جائے تو بعض سمجھتے ہیں کہ اب ہمیں بھی دنیا داری کے داؤ پیچ استعمال کرنے چاہئیں لیکن الٰہی جماعتیں ایسا نہیں کرتیں۔ بعض لوگ مجھے خط بھی لکھ دیتے ہیں کہ اب اتنا صبر اچھا نہیں ہے ہمیں بھی کچھ کرنا چاہیے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مَیں نے جیسے کہہ دیا کہ جنگ اور فساد ہمارا مقصد ہی نہیں ہے۔ ہم نے اس زمانے کے امام کو مان لیا۔ جب مان لیا تو وہ جو کہتا ہے اس پر حرف بحرف چلنا ہے۔

اور پھر یہ کہ نیک فطرتوں کو اس قسم کے فتنہ وفساد کے داؤ پیچ آ ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ اگر ہم کوشش بھی کر لیں تو ہم نہیں کر سکتے کیونکہ یہ ہماری فطرت کے خلاف ہے۔ ہمارے ربوہ کے اردگرد جو علاقہ ہے جس میں وہاں کے مقامی باشندے آباد ہیں۔ ربوہ چونکہ partition کے بعد آباد ہوا تو وہاں آنے والوں کو ربوہ کے شہریوں کو اردگرد کے مقامی لوگ مہاجر کہتے ہیں۔ لغو کام، بیہودہ کام، چوریاں چکاریاں، ڈاکے وغیرہ اس میں یہ لوگ بڑے مشہور ہیں۔ شروع میں ان لوگوں سے ربوہ کو بھی بڑا محفوظ کرنا پڑا تھا۔ مَیں بتا رہا تھا کہ ایک دفعہ باتوں میں ان کا ایک آدمی پنجابی میں کہنے لگا کہ یہ جو ہمارے لغو قسم کے کام ہیں، جو برائیاں ہیں، پنجابی میں کہتا ہے کہ ان کاموں میں ''جتھے تہاڈے سیانے دی عقل ختم ہوندی اے ساڈے کملے دی شروع ہوندی اے'' یعنی یہ برائیوں والے کام ایسے ہیں کہ تم لوگ جو مہاجر ہو جہاں تمہارے عقلمند کی عقل ختم ہوگی وہاں سے ہمارے بیوقوف کی عقل شروع ہوتی ہے۔ اتنے ماہر ہیں ہم۔ ہمارا تو ان سے مقابلہ ہو ہی نہیں سکتا۔ ہم تو اس مقابلہ میں اس فتنہ وفساد میں ان کے بیوقوفوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ان میں سے بھی جو لوگ احمدی ہو رہے ہیں اب لگتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تعلیم کی وجہ سے ان میں بھی ایک پاک تبدیلی ہو رہی ہے اور وہی کملے جو ان کاموں میں شیر تھے وہ احمدی ہونے کے بعد کافی بہتر ہو رہے ہیں۔

دوسرے ہمارا خدا تعالیٰ پر یقین ہے جس کا وعدہ ہے کہ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ کہ انجام متقیوں کا ہی ہے۔ اس کا ایک تو یہ مطلب ہے کہ آخر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے وہاں داؤ پیچ، فتنہ وفساد کے نمبر نہیں ملیں گے۔ ہاں اگر پوچھا جائے گا تو تقویٰ کے بارہ میں پوچھا جائے گا کیونکہ یہ تقویٰ ہی ہے جو خدا تعالیٰ تک پہنچتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُم۔ اسے تمہارا تقویٰ ہی پہنچے گا اور تقویٰ میں بڑھنے سے ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخشش کے سامان ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس میں بڑھائے۔

دوسرے اَلْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ کا واضح مطلب یہ بھی ہے کہ الٰہی جماعتوں کی کامیابی اور فتوحات داؤ پیچ، فتنہ وفساد، بڑائی اور علوّ سے حاصل نہیں ہونے۔ بلکہ عاجزی اور انکساری دکھانے والے اور ہر حال میں اللہ کی رضا چاہنے والے جو لوگ ہیں یہی انشاء اللہ تعالیٰ فتح کے نظارے دیکھیں گے۔ پس یہ ظلم، یہ فساد، یہ سرکشیاں عارضی ہیں اور تیزی سے اپنے انجام کو پہنچ رہی ہیں۔ دنیا میں بڑے بڑے فرعون پیدا ہوئے، بڑے بڑے ظالم اور جابر پیدا ہوئے، بڑے بڑے طاقتور پیدا ہوئے لیکن سب ختم کر دیئے گئے۔ وہ گروہ جو الٰہی جماعتوں کے مقابلہ پر کھڑا ہوتا ہے، وہ کھڑا ہی اس لئے ہوتا ہے کہ اسے یقین ہوتا ہے کہ یہ لوگ جو آہستہ آہستہ بڑھ رہے ہیں ایک وقت میں ہماری بالادستی ختم کر دیں گے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا کیونکہ یہ لوگ دنیادار ہوتے ہیں اس لئے ان کی سوچ اس بات سے آگے جاتی ہی نہیں اور نہ جا سکتی ہے کہ اگر احمدی پھیلتے چلے گئے تو ہماری حکومت پر قبضہ ہو جائے گا۔ حالانکہ الٰہی جماعتوں کا مقصد بندے کا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنا ہے۔ اور یہی مقصد لے کر اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مبعوث ہوئے۔

یہ فرعون صفت لوگ جنہوں نے اپنی حکومت کو اور اپنی طاقت کو ہی خدا بنا کر عوام کے سامنے پیش کیا ہوتا ہے ان کو خطرہ ہوتا ہے کہ اگر یہ بندے خدا والے بن گئے تو ہماری جو مزعومہ خدائی ہے وہ تو ختم ہو جائے گی۔ اور جو نشانات اللہ تعالیٰ نبی اور اس کی جماعت کی تائید میں دکھاتا ہے، جو ظاہر ہو رہے ہیں اور ہوتے ہیں، ان کو دیکھ کر یہ یقین بھی ان لوگوں کے دل میں بیٹھ جاتا ہے کہ ان لوگوں نے غالب آ ہی جانا ہے۔ اس لئے دشمنی اور ظلم میں بڑھتے چلے جاتے ہیں تا کہ کسی نہ کسی طرح انہیں ختم کر دیں۔ کبھی جادوگر کہہ کر روکیں ڈالی جاتی ہیں، کبھی کچھ کہہ کر روکیں ڈالی جاتی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کے زمانے میں یا اس کی جماعت کی ترقی کے زمانہ میں جو مذہبی جبہ پوش ہیں یہ بھی تائیدات اور نشانات دیکھ کر گمان کرنے لگ جاتے ہیں کہ ہمارے تو منبروں کو خطرہ پیدا ہو گیا ہے اس لئے ظاہری طور پر بھی بھرپور مخالفت کی کوشش کرتے ہیں اور ظلم اور تعدی میں حد سے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ جھوٹ اور فریب میں اتنے بڑھ جاتے ہیں کہ لوگوں کے سامنے سچ اور جھوٹ کا فرق ختم ہو جاتا ہے۔ اور مذہب کے نام پر خون کر کے اپنے منبروں کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس یہ مخالفت ان کے دلوں کے خوف کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور اس وجہ سے ہوتی ہے کہ ان کو نظر آ رہا ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے اب غالب آنا ہی آنا ہے۔ ایسے لوگوں کو چاہے وہ حکومتیں ہوں یا منبروں کے نام نہاد مالک، جب اپنی کرسیاں اور منبر نیچے سے نکلتے نظر آئیں تو وہ الٰہی جماعتوں کی مخالفت میں اور زیادہ تیزی پیدا کر دیتے ہیں اور ہر قسم کے اخلاق اور قانون کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ اگر ان کو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی کامیابی اور نشان پر یقین نہ ہو تو ان کو اتنی منظّم مخالفت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ پس یہ منظّم مخالفت جب بھی ہو تو یہ مخالفین کے اس یقین کا اظہار کر رہی ہوتی ہے کہ ہم تو اب گئے کہ تب گئے۔ یہ تو کئی لوگ اپنی مجلسوں میں بیٹھ کر تسلیم بھی کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت بظاہر احمدیوں کے ساتھ لگتی ہے۔ بظاہر نہیں، بلکہ حقیقت میں ہے۔ اب پاکستان میں یا اور ملکوں میں جہاں مذہبی رہنما اور حکومت مل کر جماعت کے خلاف منظّم کوشش کر رہے ہیں ان کے متعلق بعض جگہوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ جس طرح یہ جماعت ترقی کر رہی ہے اور جو باتیں یہ بتاتے ہیں وہ باتیں تو سچی ہیں لیکن اگر یہ باتیں ہم نے عوام میں آسانی سے جانے دیں اور ان کا عوام میں نفوذ ہو گیا تو پھر یاد رکھو کہ ہماری کرسیاں بھی جائیں گی اور نام نہاد اماموں کی امامتیں بھی جائیں گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر کہ دیکھو فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہوتا ہے؟ انبیاء کے مخالفین کے انجام کی طرف نشاندہی فرما دی ہے کہ جس طرح ان کے فتنہ اور فساد اور علوّ اور ظلم اور دولت اور طاقت ان کو نہیں بچا سکی تھی آئندہ بھی کسی حد سے بڑھے ہوئے کو اور الٰہی جماعتوں کے مخالفین کو یہ چیزیں نہیں بچا سکتیں۔

پس آج میں پھر کہتا ہوں کہ جو بظاہر آفات اور مصائب سے محفوظ ہیں یا اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہیں وہ بھی محفوظ نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں ایک جگہ فرماتا ہے کہ اِسْتِكْبَاراً فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ـ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلاً ـ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلاً (فاطر:44) کہ ان کے زمین میں تکبر کرنے اور برے مکر کرنے کی وجہ سے۔ اور بُری تدبیر نہیں گھیرتی مگر خود صاحبِ تدبیر کو۔ (یعنی کہ بری تدبیریں ان تدبیر کرنے والوں کو ہی گھیرتی ہیں)۔ پس کیا وہ پہلے لوگوں پر جاری ہونے والی اللہ تعالیٰ کی سنت کے سوا کوئی اور انتظار کر رہے ہیں۔ پس تو ہرگز اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا اور تو ہرگز اللہ کی سنت میں کوئی تغیر نہیں پائے گا۔

پس کیا یہ تکبر، بڑائی، اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کے خلاف مکر، کامیاب ہوگا؟ نہیں ہوگا، ہرگز نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے۔ یہ پرانے انبیاء کے قصے ہمیں قرآنِ کریم میں صرف قصے کہانیوں کے لئے نہیں سنائے جا رہے بلکہ اس لئے کہ عبرت حاصل کرو اور اپنے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا کرو۔ اور خدا کے بھیجے ہوئے سے ٹکر لے کر اس کے ماننے والوں پر ظلم اور سفّا کی کی داستانیں رقم کرنے والوں کا حصہ نہ بنو اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلاً وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلاً (فاطر:44) ۔ پس تو ہرگز اللہ تعالیٰ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا اور تو ہرگز اللہ کی سنت میں کوئی تغیر نہیں پائے گا، پر غور کرو۔ کاش کہ یہ لوگ سمجھ جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دعاؤں کی توفیق بھی دے اور دنیا کے حق میں ہماری دعائیں قبول بھی فرمائے کہ یہ تباہی کے گڑھے میں گرنے سے اور تباہ ہونے سے بچ جائیں۔ اپنے لئے بھی دعا کرتے رہیں کہ ہم صبر اور حوصلے سے ہمیشہ دعائیں کرتے رہیں اور وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ کے حقیقی مصداق بن کر فتح اور نصرت کے نظارے دیکھنے والے ہوں۔ آخر پر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک اقتباس پیش کروں گا۔

آپؑ فرماتے ہیں:

''یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے اس سلسلہ کو بے ثبوت نہیں چھوڑے گا۔ وہ خود فرماتا ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے'' کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا''۔ جن لوگوں نے انکار کیا اور جو انکار کے لئے مستعد ہیں ان کے لئے ذلت اور خواری مقدر ہے۔ انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر یہ انسان کا افترا ہوتا تو کب کا ضائع ہو جاتا کیونکہ خدا تعالیٰ مفتری کا ایسا دشمن ہے کہ دنیا میں ایسا کسی کا دشمن نہیں۔ وہ بیوقوف یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ کیا یہ استقامت اور جرأت کسی کذّاب میں ہو سکتی ہے۔ وہ نادان یہ بھی نہیں جانتے کہ جو شخص ایک غیبی پناہ سے بول رہا ہے وہی اس بات سے مخصوص ہے کہ اس کے کلام میں شوکت اور ہیبت ہو۔ اور یہ اسی کا جگر اور دل ہوتا ہے کہ ایک فرد تمام جہان کا مقابلہ کرنے کیلئے طیار ہو جائے۔ یقیناً منتظر رہو کہ وہ دن آتے ہیں بلکہ نزدیک ہیں کہ دشمن رُوسیاہ ہوگا اور دوست نہایت بشاش ہوں گے۔ کون ہے دوست؟ وہی جس نے نشان دیکھنے سے پہلے مجھے قبول کیا اور جس نے اپنی جان اور مال اور عزت کو ایسا فدا کر دیا ہے کہ گویا اس نے ہزارہا نشان دیکھ لئے ہیں۔ سو یہی میری جماعت ہے اور میرے ہیں جنہوں نے مجھے اکیلا پایا اور میری مدد کی۔ اور مجھے غمگین دیکھا اور میرے غمخوار ہوئے اور ناشناسا ہو کر بھی آشناؤں کا سا ادب بجا لائے۔ خدا تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو۔ اگر نشانوں کے دیکھنے کے بعد کوئی کھلی صداقت کو مان لے گا تو مجھے کیا اور اس کو اجر کیا اور حضرتِ عزت میں اس کی عزت کیا''۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس اس کی عزت کیا) '' مجھے درحقیقت انہوں نے ہی قبول کیا ہے جنہوں نے دقیق نظر سے مجھ کو دیکھا اور فراست سے میری باتوں کو وزن کیا اور میرے حالات کو جانچا اور میرے کلام کو سنا اور اس میں غور کی۔ تب اس قدر قرائن سے خدا تعالیٰ نے ان کے سینوں کو کھول دیا اور میرے ساتھ ہو گئے۔ میرے ساتھ وہی ہے جو میری مرضی کے لئے اپنی مرضی کو چھوڑتا ہے اور اپنے نفس کے ترک اور اخذ کیلئے مجھے حَکم بناتا ہے اور میری راہ پر چلتا ہے اور اطاعت میں فانی ہے اور انانیت کی جلد سے باہر آ گیا ہے۔ مجھے آہ کھینچ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ کھلے نشانوں کے طالب وہ تحسین کے لائق خطاب اور عزت کے لائق مرتبے میرے خداوند کی جناب میں نہیں پا سکتے جو ان راستبازوں کو ملیں گے جنہوں نے چھپے ہوئے بھید کو پہچان لیا اور جو اللہ جلّشانہ کی چادر کے تحت میں ایک چھپا ہوا بندہ تھا اس کی خوشبو ان کو آ گئی۔ انسان کا اس میں کیا کمال ہے کہ مثلاً ایک شہزادہ کو اپنی فوج اور جاہ وجلال میں دیکھ کر پھر اس کو سلام کرے۔ باکمال وہ آدمی ہے جو گداؤں کے پیرایہ میں اس کو پاوے اور شناخت کر لیوے۔ مگر میرے اختیار میں نہیں کہ یہ زیرکی کسی کو دوں۔ ایک ہی ہے جو دیتا ہے۔ وہ جس کو عزیز رکھتا ہے ایمانی فراست اس کو عطا کرتا ہے۔ انہیں باتوں سے ہدایت پانے والے ہدایت پاتے ہیں اور یہی باتیں ان کے لئے جن کے دلوں میں کجی ہے زیادہ ترکجی کا موجب ہو جاتی ہیں''۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد نمبر5 صفحہ 350-349 مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہمارے ایمانوں کو مضبوط کرتا چلا جائے اور دنیا کی آنکھیں کھولے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ آئرلینڈ کی مختصر رپورٹ

مسجد مریم کے سنگ بنیاد کے حوالہ سے منعقدہ تقریب میں آئرلینڈ کی مختلف ممتاز شخصیات کی شمولیت، مسجد کے سنگ بنیاد پر مبارکباد اور نیک جذبات کا اظہار۔

صدر مملکت آئرلینڈ کا خصوصی پیغام۔ میئر آف گالوے سٹی، ممبر آف پارلیمنٹ، اسٹنٹ کمشنر اور بشپ آف گالوے کے ایڈریسز۔

ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ احمدیہ کمیونٹی ہی اسلام کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے۔ جماعت احمدیہ ہی ہے جو امن کی سفیر ہے۔

اسلام سے متعلق مختلف غلط فہمیوں کا ازالہ اور اسلام کی امن بخش تعلیمات کا مؤثر تذکرہ۔

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا بصیرت افروز خطاب۔ مہمانوں کے خوشکن تأثرات۔

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

بقیہ رپورٹ: 17 ستمبر 2010ء بروز جمعہ:

(تسلسل کے لئے دیکھیں شمارہ نمبر 42 مورخہ 15 اکتوبر 2010ء)

مسجد مریم کے سنگ بنیاد کی تقریب کے موقعہ پر ہوٹل Clayton میں ایک تقریب کا انعقاد

سات بجکر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اسی ہوٹل Clayton میں تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لے آئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آمد سے قبل قریباً سبھی مہمان پہنچ چکے تھے۔

اس تقریب میں شرکت کرنے والے مہمانوں میں!

☆ Mr. Eamon O' Cuiv (ممبر پارلیمنٹ)
Minister for social Protection

☆ Michael J. Crowe میئر گالوے سٹی

☆Mr. Michael D. Higgins
(ممبر پارلیمنٹ) موصوف لیبر پارٹی کے پریذیڈنٹ بھی ہیں۔

☆Mr. Frank Feighan (ممبر پارلیمنٹ)

☆ Mr. Padraic McCormack (ممبر پارلیمنٹ)

☆ Dr. Martin Drennan
(بشپ آف گالوے)

☆ Mr. Jon O'Mahony
(اسسٹنٹ کمشنر Garda Siochana)

☆Jimmy McClearn (میئر گالوے کاؤنٹی)

☆(Senator) Niall Brolchain

اس کے علاوہ چھ کونسلرز، نیشنل یونیورسٹی آئرلینڈ کے وائس پریذیڈنٹ، پروفیسرز، اساتذہ، ڈاکٹرز، رائٹرز، انجینئرز، اکاؤنٹنٹس اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے 130 کے قریب مہمانوں نے شرکت کی۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم شہزاد ملک مجوکہ صاحب نے پیش کی۔ بعد ازاں اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ مکرم ابراہیم نونن صاحب مبلغ انچارج آئرلینڈ نے پیش کیا۔ اس کے بعد نیشنل صدر صاحب جماعت آئرلینڈ ڈاکٹر علیم الدین صاحب نے استقبالیہ ایڈریس پیش کیا۔ نیز صدر مملکت آئرلینڈ کی طرف سے اس تقریب کے موقعہ پر موصولہ پیغام پڑھ کر سنایا۔

پیغام صدر مملکت آئرلینڈ Mary McAleese کا پیغام

"مجھے جماعت احمدیہ کے سپریم روحانی پیشوا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس مرزا مسرور احمد صاحب کو آئرلینڈ کی Visit پر دلی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے۔

احمدیہ کمیونٹی آئرلینڈ کے لئے خلیفۃ المسیح کا یہ بہت اہم وزٹ ہے۔ سب سے اہم بات گالوے (Galway) میں مسجد مریم کی سنگ بنیاد کی تقریب ہے اور مَیں اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس پروجیکٹ میں شامل سب افراد کو اپنی نیک تمنائیں بھجوا رہی ہوں کہ گالوے میں پہلی مسجد کی تعمیر ہو۔

جماعت احمدیہ کا ماٹو (Moto) "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں" بہت طاقتور پیغام ہے۔ مجھے امید ہے کہ نئی مسجد اور سنٹر کی تعمیر آئرلینڈ میں جو کہ ملٹی کلچرل ہے، مذہبی رواداری اور تعلیم کے فروغ کے لئے ممد و معاون ہوگی۔

مَیں اس وزٹ کے کامیاب ہونے کے لئے نیک تمنائیں رکھتی ہوں"۔

میئر گالوے سٹی کا ایڈریس

نیشنل صدر جماعت ڈاکٹر علیم الدین صاحب کے استقبالیہ ایڈریس اور صدر مملکت کا پیغام پیش کرنے کے بعد گالوے سٹی کے میئر Michael J. Crowe نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوف نے کہا:

قابل احترام حضور! مہمانان کرام! یہ میرے لئے بڑی خوش قسمتی ہے کہ مَیں آج آپ کے ساتھ اس میٹنگ میں شامل ہوں۔ ہمارے لئے یہ بات بڑی عزت کا باعث ہے کہ عالمگیر جماعت احمدیہ کے روحانی لیڈر اپنے پہلے دورہ آئرلینڈ میں آج ہمارے ساتھ ہیں۔ دو ہزار ممبران کے ساتھ جو گالوے میں مقیم ہیں مَیں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں کہ آپ ہمارے شہر گالوے (Galway) تشریف لائے۔

حضور انور کی یہاں تشریف آوری کی اصل وجہ، یہ تاریخی موقع ہے کہ آپ نے پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھنا تھا جس کی ڈیزائننگ ہمارے آئرش آرکیٹیکٹ نے کی ہے۔ یہ مسجد امن کا نشان ہوگی۔

موصوف نے کہا: اس جوش میں کہ وحدانیت کا ساتھ دیا جائے مَیں آپ لوگوں کے ساتھ شامل ہوتا ہوں اور گالوے (Galway) کے لوگوں کی طرف سے بھی شامل ہوتا ہوں۔ آپ لوگوں کا زندگی کے تمام شعبوں میں ماٹو "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں" یہ ایک ایسی اہم چیز ہے جو ہم ہر قدم پر آپ کے ساتھ Share کر سکتے ہیں۔ آخر پر مَیں اپنی طرف سے اور خاص طور پر Galway کے لوگوں کی طرف سے مسجد کے سنگ بنیاد کے اس تاریخی موقعہ پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ تاریخی موقعہ آپ کے لئے بھی ہے اور ہمارے لئے بھی ہے"۔

ایک منسٹر کا ایڈریس

اس کے بعد ایک ممبر پارلیمنٹ اور منسٹر آف سوشل Protection نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

یہ میرے لئے بڑے فخر کا باعث ہے کہ مَیں آج یہاں گالوے میں اس Civic Reception میں حضور انور کے ساتھ موجود ہوں۔ عالمگیر جماعت احمدیہ کے سربراہ نے مسجد مریم کا سنگ بنیاد رکھا ہے اور آج میں جماعت احمدیہ کے ساتھ اس بہت ہی منفرد موقع میں شامل ہوا ہوں۔ یہ موقع جماعت احمدیہ آئرلینڈ کے لئے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ مجھے اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ نئی عمارت جماعت احمدیہ کے لوگوں کے لئے ایک روحانی جگہ ہوگی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس، حضرت مرزا مسرور احمد صاحب دنیا میں امن کا پیغام پھیلا رہے ہیں۔ آپ عالمگیر سطح پر امن، محبت اور رواداری کے قیام کے لئے جو کوشش کر رہے ہیں مَیں اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ آپ جو مسجد بنا رہے ہیں یہ امن کی نشانی ہے۔ آپ نے اس سے معاشرہ میں امن، محبت اور بھائی چارے کو مضبوط کیا ہے۔ مجھے اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس مسجد کی تعمیر بہت جلد مذاہب کے مابین اچھے تعلقات اور دوستانہ ماحول کو بڑھائے گی۔

موصوف نے کہا: میری خواہش ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت اس نئے کام میں کامیاب ہو اور مجھے بڑی خوشی ہے کہ یہ کام اس گالوے (Galway) شہر میں ہو رہا ہے۔

چیئرمین لیبر پارٹی کا ایڈریس

اس کے بعد چیئرمین لیبر پارٹی ممبر پارلیمنٹ Mr. Michael D. Higgins نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

"قابل احترام مہمان اور ممبران جماعت احمدیہ! میرے لئے یہ بہت ہی عزت کا باعث ہے کہ میں آج آپ کی دعوت قبول کر کے آپ کے سامنے گزارشات عرض کرنے آیا ہوں اور وہ بھی ایک ایسے موقع پر جو آپ کی جماعت کے لئے ایک تاریخی موقعہ ہے۔ آج آئرلینڈ کے مختلف حصوں سے لوگ اس ہال میں جمع ہیں۔ خاص طور پر مختلف لوگوں کا یہاں آنا اور آپ کی دعوت قبول کرنا تا کہ سنگ بنیاد کی اس تقریب کو منایا جائے یہ سب اس لئے ہے کہ جماعت نے امن کو پھیلانے کے لئے اور دوسری قوموں کو عزت دینے کے لئے جو کام کیا ہے اس کی بھرپور حوصلہ افزائی کی جائے۔

مجھے امید ہے کہ اب یہاں جو مسجد کی نئی عمارت تعمیر ہوگی اور جو گفتگو اس میں ہوگی وہ مذاہب کے مابین صلح، امن اور بھائی چارہ کی فضا پیدا کرے گی۔ ہمارا کام ہے کہ ہم ان باتوں کو قبول کریں جن کی بنیاد ہیومن رائٹس، انسانی حقوق پر ہے اور جو باتیں، انصاف، عدل سے ٹکراتی ہیں ان کو ردّ کر دیں۔ اب یہ وقت ہے کہ ایک دوسرے کی عزت کرتے ہوئے کام کیا جائے۔

ایک ممبر آف پارلیمنٹ کا ایڈریس

چیئرمین لیبر پارٹی کے ایڈریس کے بعد ممبر پارلیمنٹ Mr. Frank Feighan نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ انہوں نے کہا:

"حضور انور! مسٹر میئر! مَیں شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ مَیں آج اس تقریب میں شامل ہوں اور مجھے خوشی ہے کہ میں آج Galway میں آپ کے ساتھ ہوں جہاں مسجد مریم کا سنگ بنیاد رکھا گیا ہے۔ مجھے یقین کہ یہ ایک بہت اہم موقع ہے اور حضور انور کی تشریف آوری کی وجہ سے جماعت احمدیہ کے لئے یہ بہت خاص دن ہے۔ جماعت احمدیہ گالوے کے ممبران کے لئے بلاشبہ عبادتگاہ کا ہونا بہت ضروری تھا۔ مَیں چند ماہ پہلے ابراہیم نونن صاحب سے ملا تھا اور مجھے بہت خوشی ہوئی کہ اس مسجد کی تعمیر کا مقصد امن کے نشان کو ظاہر کرنا ہے۔ یہ بات ہمیں بہت حوصلہ دیتی ہے کہ آپ کی مسجد صرف عبادت کے لئے نہیں ہے بلکہ مختلف کمیونٹیز کے مابین ایک دوستانہ تعلق اور محبت پیدا کرنے کی جگہ ہے۔

یہ مذہبی تنظیموں کے لئے ایک خاص موقع ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ وحدانیت پیدا کریں جو اس کے احاطہ میں رہتے ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ مسجد بنانے کے ساتھ ساتھ آپ کے ذہنوں میں یہ بات بھی عیاں ہے کہ دوستیاں پیدا کرنی ہیں۔ مَیں آپ کو کامیابی کی مبارکباد دیتا ہوں کہ یہ مسجد جلد مکمل ہو"۔

اسسٹنٹ کمشنر کا ایڈریس

بعد ازاں اسسٹنٹ کمشنر Mr. Jonathon O'Mahony نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

"حضور انور! لارڈ میئر! معزز مہمان کرام! مَیں آج اس موقع کی مناسبت سے حضور انور کو خوش آمدید کہتا ہوں اور آج مَیں جماعت احمدیہ کو بھی گالوے میں اور آئرلینڈ کے اس مغربی حصہ میں نیک خواہشات پیش کرتا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ جماعت اپنی اس نئی مسجد کے ساتھ مستقبل میں ترقی کرے۔ جب مَیں جماعت احمدیہ کی تاریخ اور ماضی پر نظر ڈالتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ مذہب کے طور پر آپ کے پاس ایک بہت ہی مضبوط امن کا Code ہے جس کے ذریعہ سے آپ امن اور سلامتی کا ساتھ دیتے ہیں۔ امن و سلامتی اور صلح و آشتی کو پھیلاتے ہیں اور نفرت کو ردّ کرتے ہیں کہ "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں"۔

جماعت احمدیہ کے مختلف پروگراموں اور Events نے ہمیں بار بار متاثر کیا ہے کہ کس طرح جماعت احمدیہ ہر لحاظ سے دہشتگردی کو ردّ کرتی ہے اور آپ کی اس بات نے دوسری اقوام اور کمیونٹیز کو بھی جو اس ملک میں رہتی ہیں بہت حوصلہ دیا ہے۔ ہم مستقبل میں بھی آپ کے ساتھ کام کرتے رہیں گے"۔

بشپ آف گالوے کا ایڈریس

بعدازاں بشپ آف گالوے ڈاکٹر مارٹن Drennan نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

حضورانور! سب مہمانان کرام! میرا سب سے پہلا اور خوشکن کام یہ ہے کہ مَیں ان لوگوں کو آئرلینڈ میں خوش آمدید کہوں جو دور دراز کے علاقوں سے یہاں آکر آباد ہوئے ہیں اور ہمیں یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں آپ کی دوستی نے بہت غنی کر دیا ہے اور ہم اس امن، محبت کے معاشرے سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی توقع رکھتے ہیں۔

موصوف نے کہا: آج کی شام ہمیں یہ پیغام دے رہی ہے کہ ہم یہ یقین رکھیں کہ حقیقی مذہب کا دنیا میں آنے والی کسی بھی تبدیلی میں ہمیشہ بہت عمل دخل ہوتا ہے۔ عیسائی اور مسلمان دونوں ہمیشہ قیام امن کے لئے کوشاں رہے ہیں اور امن بھی وہ جو رواداری اور باہمی افہام وتفہیم پر مبنی ہے اور اگر ہمارا آج شام یہاں اکٹھے ہونا ہمیں رواداری اور امن کی شاہراہ پر گامزن کر رہا ہے تو ہم دنیا کو ایک بہترین تحفہ دینے جا رہے ہیں۔ وہ دنیا جہاں امن بہت نازک صورت اختیار کر چکا ہے۔ جہاں رواداری انحطاط پذیر ہے اور یہ بات بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ اس دنیا اور ہمارے اس ملک میں امن کے پل تعمیر کئے جا رہے ہیں اور ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ ہر دوستی ہمارے معاشرہ کی امن کی عمارت میں ایک اینٹ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اللہ کرے کہ ہم مختلف مذاہب واقوام آپس میں دوستانہ تعلقات بڑھانے والے ہوں اور گالوے اور اس کے آگے تک امن کے پل تعمیر کرنے والے ہوں اور آج شام یہی میری دعا اور تمنا ہے جبکہ ہم Galway میں مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب کے انعقاد کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں''۔

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

مہمانوں کے ایڈریسز کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔

تشہد وتعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

سب سے پہلے مَیں تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو احمدی یا مسلمان نہیں ہیں لیکن اپنے احمدی احباب کے ساتھ تعلق کی وجہ سے آئے ہیں یا جماعت کے اچھے تأثر کی وجہ سے یہاں تشریف لائے ہیں یا اس وجہ سے آئے ہیں کہ ان کو ایسے پروگرام میں پہلی دفعہ شامل ہونے کی دعوت دی گئی ہے۔

آپ کا یہاں آنا اس بات کا ثبوت ہے کہ مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے کے باوجود آپ اچھے تعلقات اور انسانی قدروں کے اشتراک پر یقین رکھتے ہیں۔

مَیں صرف آپ کے یہاں آنے کا شکرگزار نہیں بلکہ دل کی گہرائی سے مَیں اس بات کی قدر کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ آپ کو اس بات کا اجر دے۔ شکریہ ادا کرنے کے بعد مَیں اختصار سے آپ سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: جیسا کہ آپ جانتے ہیں تیز رابطے اور الیکٹرانک میڈیا نے مختلف ممالک کے لوگوں کے مذہب، روایات اور کلچر کو اتنا قریب کر دیا ہے کہ ایک بٹن دبانے سے ہر چیز آسانی سے معلوم ہو جاتی ہے اور مختلف ممالک کے لوگوں کے بارہ میں ہر قسم کی معلومات مل جاتی ہیں۔ ہر خبر یا دنیا میں کسی بھی جگہ ہونے والا ہر واقعہ، دنیا کے ہر کونے میں چند منٹ میں پہنچ جاتا ہے اور سفر کی آسانی کی وجہ سے ممالک کا فاصلہ کم ہوتا جا رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا یہاں آئرلینڈ میں جماعت احمدیہ کی اکثریت پاکستانی یا ایشین ہے۔ لیکن چند آئرش احمدی بھی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے مبلغ ابراہیم نونن صاحب بھی آئرش ہیں۔ بہرحال اکثر تعداد پاکستان کے لوگوں کی ہے ان سب کا رہن سہن ان کا کردار آپ سب کے سامنے ہیں۔ اگر کوئی پتہ کرنا چاہتا ہے کہ یہ پاکستانی احمدی لوگ کیسے ہیں تو چند دن دیکھنے کے بعد وہ اس بات کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ وہ کیسے ہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس جدید دور میں کسی قوم کا رہن سہن اور کردار اور روایات اور مذہب راز نہیں رہا۔ تھوڑی سی تحقیق سے سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: جہاں Global Village کے کچھ فوائد ہیں وہاں اس کے کچھ منفی پہلو بھی ہیں جو میڈیا کے ذریعہ پیدا ہوتے ہیں۔ ہر شخص میں خوبیاں اور برائیاں ہیں جہاں اچھائیاں، خوبیاں اپنے اثرات چھوڑتی ہیں ویسے ہی برائیاں اپنا اثر دکھاتی ہیں۔ لیکن مذہبی نطقہ نظر سے جو برائیاں پھیلاتے ہیں ان کا اثر زیادہ ہوتا ہے بمقابلہ ان لوگوں کے جو اچھائیوں کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ خاص طور پر حقوق اللہ کی ادائیگی میں پیدا کرنے والے خالق کے حقوق کو قائم کرنے میں ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو بدقسمتی سے مذہب یا اپنے پیدا کرنے والے کی قدر نہیں کرتے اور ایسے لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے پیغمبر اور منتخب لوگوں کو دنیا کی طرف بھیجتا ہے تا کہ وہ لوگوں کو برائیوں سے آگاہ کر سکیں اور لوگوں کی توجہ اچھے کاموں کی طرف کریں۔

حضور انور نے فرمایا: اس زمانے میں ہم احمدی، احمدیہ مسلم جماعت کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام آف قادیان کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ ہمارا یہ ایمان ہے کہ آپ کو دنیا کو اچھے اخلاق سکھانے اور لوگوں کو خدا تعالیٰ کے قریب لانے کے لئے بھیجا گیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: جہاں تک برائی کا تعلق ہے اگر وہ کسی شخص میں موجود ہے اور خواہ وہ کتنی ہی چھوٹی ہو لیکن جب وہ دوسروں کو نقصان پہنچانے کا موجب بنتی ہے تو زیادہ نمایاں ہو کر نظر آتی ہے۔ ایسے کسی فرد یا گروپ میں اگر کوئی اچھائی بھی ہو تو وہ لوگوں کو چھوٹی دکھائی دیتی ہے اور اس کی برائی نمایاں ہو کر نظر آتی ہے۔ حقیقت میں دنیا پھر ایسے لوگوں میں کوئی اچھائی نہیں دیکھتی اور باوجود ان میں اچھے اوصاف کے موجود ہونے کے ان میں برائی کے عنصر کو ہی تلاش کرتی ہے۔

بدقسمتی سے آجکل بعض مسلمان گروپس کے کچھ کام، جو اسلام کی تعلیم کے مخالف ہیں اور جو اسلام کے نام سے کئے جاتے ہیں اور اسلام کو بُرا کر کے دکھاتے ہیں، اسلام کے مخالفین اس میں نقص نکالتے ہیں اور بدنام کرتے ہیں۔ وہ مسلمان جو یہ کام کرتے ہیں مخالف اسلام گروپس کو ایسا مواد مہیا کرتے ہیں اور وہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور میڈیا کو استعمال کر کے اسلام کو غلط رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ عام آدمی یہ سوال نہیں کرتا اور نہ پوچھتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اسلام کے خلاف یہ پراپیگنڈہ صحیح ہی ہے۔ ایسا ہی ہوگا۔ تاہم زیادہ پڑھے لکھے اور تحقیق کرنے والے لوگ گہرائی میں جا کر تلاش کرتے ہیں اور مَیں خوش قسمت ہوں کہ آج کے اس پروگرام میں پڑھے لکھے لوگ موجود ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: ایک سکالر، پروفیسر Richard Bonney ہیں۔ جو Leicester یونیورسٹی میں شعبہ تاریخ کے سابق ہیڈ رہے ہیں۔ ان کا مذہب کے بارہ میں گہرا مطالعہ ہے۔ خصوصاً اسلام کے بارہ میں۔ ان کو چرچ آف انگلینڈ کی طرف سے Reverend کا خطاب بھی ملا۔ یہ بہت سی مختلف نمایاں سوسائٹیوں کے سرکردہ ممبر اور اعلیٰ عہدیدار بھی ہیں۔ انہوں نے جہاد کے بارہ میں ایک کتاب لکھی ہے اور اس میں بہت سے پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے اور تحقیق کر کے یہ بات ثابت کی ہے کہ جہاد کے بارہ میں انتہا پسند، پُرتشدد لوگوں کی تشریح صحیح نہیں ہے۔ اس کتاب میں پروفیسر موصوف نے احمدیہ کمیونٹی کا بھی حوالہ دیا ہے جو یقیناً مثبت انداز میں ہے۔

حضور انور نے فرمایا: تاہم مَیں جو کہنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ جو لوگ حقیقت کو تلاش کرنا چاہتے ہیں وہ تحقیق اور کوشش سے اسے پا لیتے ہیں لیکن ایسے لوگ جو حقیقت اور سچائی کو پانے کی کوشش کرتے ہیں وہ بہت تھوڑے ہیں۔ جبکہ عام لوگ بہت کم اصل حقیقت کو پانے کی کوشش کرتے ہیں اس لئے اکثریت اپنے نظریات کی بنیاد بعض گروپس کے کاموں پر رکھتے ہیں جو اسلام کی غلط تصویر پیش کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: پس آپ میں سے جو آج آئے ہیں کوئی بھی نظریہ قائم کرنے سے پیشتر، ہر زاویے اور تحقیق سے حقیقت جاننے کے لئے اسے پرکھیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ایسا کر سکیں گے۔

حضور انور نے فرمایا: ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ احمدیہ کمیونٹی اکیلی ہی اسلام کی صحیح تصویر کو دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے اور جو ہم کہتے ہیں وہ دلائل قطعیہ اور قرآن کریم پر مبنی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: آج جیسا کہ ہم جانتے ہیں اس مسجد (مریم) کے سنگ بنیاد کی تقریب ہے۔ یہ سنگ بنیاد یہاں کی کونسل کی منظوری اور مقامی لوگوں کی مرضی سے رکھا گیا ہے۔ تاہم یہ سنگ بنیاد ہمیں دوسری مجوزہ مسجد کی یاد دلاتا ہے جس نے دنیا اور خصوصاً امریکہ کے لوگوں کی توجہ کو اس طرف مرکوز کیا ہے۔ جس مسجد سے متعلق مَیں یہ کہہ رہا ہوں، وہ نیویارک شہر میں Ground Zero پر زیر تجویز بیت ہے۔ جہاں انتہا پسندوں نے چند سال قبل Twin Towers کو تباہ و برباد کیا تھا۔

صدر اوباما اور نیویارک کے میئر نے اس منصوبے کے متعلق اپنی مدد کی یقین دہانی کرائی ہے جبکہ امریکہ کی اکثریت نے اس کی مخالفت کی ہے اور یہ فرق گہرا ہوتا جا رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: جو لوگ مسجد کی تعمیر کے حق میں ہیں ان کی یہ دلیل ہے کہ مسلمان جن کو Twin Towers کو گرانے والا کہا جاتا ہے یہ مسجد دکھائے گی کہ مسلمان امن پسند ہیں۔ دوسری طرف جو اس تعمیر کے مخالف ہیں بہت سی دوسری دلیلوں کے علاوہ یہ دلیل بھی دیتے ہیں کہ مسلمانوں کے خاص گروپ نے یہ کام کیا اور قوم کو اس کی بھاری قیمت چکانا پڑی۔ اس مسجد کی تعمیر ہمیشہ کے لئے یہ ظاہر کرے گی کہ مسلمانوں نے ہماری خوبصورت عمارات کو گرا کر اسی جگہ پر اپنی مسجد بنائی ہے۔ وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ اس مسجد کی تعمیر کا مطلب ہے کہ ان کے جذبات کی ہمہ وقت پامالی ہوگی اور اس طرح پُرتشدد لوگوں کی جیت ہوگی جو ہماری جگہوں کو بزور طاقت لینا چاہتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: ہر حال میں، یہ تضاد ہے جس میں تمام امریکن اور عالمی پریس اور اس کے ساتھ امریکن پبلک ملوث ہے۔ پریس نے جماعت احمدیہ سے بھی رابطہ کیا تا کہ جماعت کا نظریہ معلوم ہو سکے۔

ہم نے ہمیشہ کہا ہے کہ اگر یہ عمارات جو جہازوں کے ٹکرانے سے تباہ ہوئیں ان کی تباہی میں کسی مسلمان تنظیم کا تعلق ہے تو سب سے پہلے تو یہ اسلامی تعلیم کے خلاف ہے کہ بہت سے بے گناہ لوگوں کو بے دردی سے قتل کیا جائے۔ ایسا کرنا انتہائی ظلم ہے۔ دوسرے اگر یہ عمارت قومی یکجہتی، امن کے قیام، مذہبی رواداری اور اسلام کی امن پسند تعلیم کے اظہار کے لئے تعمیر کی جا رہی ہے تو پھر صرف مسجد کی ہی تعمیر کیوں ہو۔ اس عمل کو وسیع کیا جائے تا کہ مسجد کے ساتھ چرچ بھی ہو۔ یہودیوں کی عبادتگاہ بھی ہو اور تمام مذاہب کی عبادت گاہیں بھی ہوں تا کہ مذہبی رواداری کا عملی اظہار ہو اور یہ معلوم ہو سکے کہ اسلام کا متشددانہ عمل سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اس بات کا صاف طور پر اظہار ہو کہ اسلام تمام دوسرے مذاہب کے ساتھ چلتا ہے۔ اس بات کا اظہار ہو کہ Terrorism کا کوئی مذہب نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اپنے نام کے ساتھ کسی کو قتل کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ یہ بتایا جائے اور باور کرایا جائے کہ اسلام ہرگز ان کا ساتھ نہیں دیتا جو مذہب کے نام پر قتل کرتے ہیں بلکہ اسلام ہر امن پسند گروپ کے ساتھ ہے۔

حضور انور نے فرمایا: جب تمام مذاہب کی عبادتگاہیں ایک ہی جگہ پر ساتھ ساتھ ہوں گی تو یہ اس بات کا اظہار ہوگا کہ کوئی مذہب غیر قانونی طور پر کسی کو مارنے کی تعلیم نہیں دیتا اور اسلام بھی امن کی تعلیم دینے والا مذہب ہے اور یہی خدا کی طرف سے سچے مذہب کی نشانی ہے۔

اسلام کے معنی صرف محبت، شفقت اور بھائی چارہ کے ہیں۔ اگر اس کے یہی معنی ہیں تو پھر ہم کیوں نہ دوسرے مذاہب کے ساتھ محبت، شفقت اور بھائی چارہ کے ساتھ رہیں؟

حضور انور نے فرمایا: مذہبی غیر رواداری کی ایک حالیہ مثال قرآن کریم کو جلانے کا پروگرام تھا جس نے ہر ایک کی توجہ کو کھینچا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ لوگوں نے بھی اس کے متعلق سنا ہوگا۔ مَیں حیران ہوں کہ ایک شخص جو پادری بھی ہو قرآن کریم کو جلانے کی اس غیر اخلاقی بات کے متعلق سوچ بھی سکے جو Ground Zero پر عمارت کی تعمیر کی مخالفت میں ہو۔ تاہم خدا کا شکر ہے کہ یہ منصوبہ ختم کر دیا گیا ہے اور دنیا جو اس کے نتیجہ میں بدامنی کا شکار ہو سکتی تھی اس کے بداثرات سے بچ گئی ہے۔

مغرب کے خلاف موجودہ پُرتشدد مسلمانوں کی نفرت کسی بڑے حادثہ کو جنم دے سکتی ہے۔ وہ غلط طور پر اظہار کر سکتے ہیں جو مزید مذہبی غیر رواداری اور اسلام کے خلاف نفرت پیدا کرے۔ اسلام امن پسند مذہب ہے۔ یہ ہمیں برائی کو برائی سے ختم کرنے کی تعلیم نہیں دیتا اور ہم احمدیہ مسلم کمیونٹی اسی اصول پر عمل پیرا ہیں اور تمام مسائل کا پُرامن حل چاہتے ہیں۔ جہاں، جن ممالک میں جماعت اچھی طرح قائم ہو چکی ہے وہاں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

اس کی ایک مثال اس طرح دی جا سکتی ہے کہ کچھ عرصہ قبل سوئٹزرلینڈ میں بعض سیاسی شخصیات اور ایک خاص پارٹی نے اپنے مفادات کے لئے مسجد کے میناروں کے خلاف مہم چلائی اور ریفرنڈم میں وہ جیت گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ عوام کی اکثریت نے ووٹ ہی نہیں دیا کیونکہ لوگوں کا خیال تھا کہ اس بیہودہ امر پر کوئی بھی ووٹ نہیں دے گا تاہم اس کے بعد میڈیا کے لوگ، سیاسی اور مقامی لوگوں اور بعض چرچوں نے بھی اس فیصلے پر اپنے غم وغصے کا اظہار کیا۔

زیورچ (Zurich) میں احمدیہ کمیونٹی کی مسجد اپنے بلند ترین میناروں کے ساتھ ہے جبکہ سڑک کی دوسری جانب ایک چرچ بھی ہے۔ سوِس اخبارات نے ہماری مسجد کی تصاویر شائع کیں اور ساتھ ہی نزدیکی چرچ کا بیان بھی شائع کیا جنہوں نے کھل کر کہا کہ انہوں نے مسجد کی طرف سے صرف محبت، شفقت اور امن کی آوازیں ہی سنی ہیں۔ حقیقت میں ہمارے تعلقات چرچ کے ساتھ اتنے اچھے ہیں کہ کبھی مسجد بڑی تعداد میں آنے والے لوگوں کو نہ سما سکے تو چرچ ہمیں اپنے ہال استعمال کے لئے دے دیتے ہیں اور مَیں نے خود بھی چرچ کے ہال میں نماز پڑھائی ہے۔ یہ صرف ہمارے ان کے ساتھ اچھے برتاؤ کی وجہ سے ہے اور

اسلام کی محبت اور بھائی چارے کی تعلیم کی وجہ سے ہے کہ چرچ ہم پر بہت اعتماد کرتا ہے۔

یہ بات عیاں ہے کہ مسلمان متشدد نہیں ہیں لیکن بعض مسلمانوں کے غلط کاموں کی وجہ سے جو وہ اسلام کی تعلیم کے خلاف اپنے مفادات کی خاطر کرتے ہیں۔ ان کے ایسے غلط کاموں سے لگتا ہے اور یہ نظر آتا ہے کہ مسلمان متشدد ہیں۔ حقیقت میں سچے مسلمان امن کے سفیر ہیں اور اس مسجد کی تعمیر کے ساتھ آپ اپنی آنکھوں سے اس کا ثبوت دیکھ سکیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضور انور نے فرمایا: جو مذہب کے مخالف ہیں وہ مذہب کو نفرت اور لڑائیوں کا سبب سمجھتے ہیں۔ لیکن جب آپ خود ان لڑائیوں کا تجزیہ کریں گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ یا تو سیاسی وجوہات کی بنا پر یا جغرافیائی سرحدوں کی وجہ سے یا دوسروں کے ذرائع آمد پر قبضہ کرنے یا ان سے فائدہ اٹھانے یا بعض اوقات قومی یا ملکی جھگڑوں کی وجہ ہی ان لڑائیوں کا سبب بنتی ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ بعض اوقات جنگیں مذہب کا بہانہ بنا کر بھی لڑی گئی ہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ مذہب کے نام پر لوگوں کو جنگ کے لئے اکسانا آسان ہوتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ایک بڑا الزام جو اسلام پر لگایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے یہ اسلام پر صرف الزام ہے جس کی وضاحت مَیں کروں گا کہ کیوں اور کن حالات میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پیغمبر اسلام نے کچھ جنگیں لڑی ہیں؟ حقیقت میں یہ شرائط آپ کے روحانی جانشینوں یعنی خلفاء نے مدنظر رکھیں۔ جہاں تک مذہب کا تعلق ہے دنیا کا کوئی بھی مذہب ظلم کی تعلیم نہیں دیتا کیونکہ مذاہب خدا کی طرف سے ہی آتے ہیں اور خدا اپنی مخلوق سے بہت محبت کرتا ہے۔ قرآن کریم سے بھی ہمیں یہی تعلیم ملتی ہے۔ مَیں نے روحانی جانشینوں کا ذکر کیا ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے چار خلفاء کے بعد نظام خلافت کی جگہ ملوکیت نے لے لی۔ بادشاہوں کی لڑائیاں عمومی طور پر سیاسی اور جغرافیائی سرحدوں کے بڑھانے کے لئے تھیں۔ جیسا کہ مَیں پہلے کہہ چکا ہوں بہت کم لڑائیاں مذہب کی خاطر تھیں اور جو لڑی بھی گئیں وہ ضرورت کے تحت لڑی گئی تھیں۔ مَیں اس مختصر وقت میں اس کی تفصیل میں نہیں جاسکتا۔ حقیقت میں اسلامی تعلیم کا ماخذ اس قانون پر مبنی تھا جو نبی کریم ﷺ کی طرف قرآن کی شکل میں نازل ہوا۔ جہاں قرآن کریم ہتھیار استعمال کرنے کی اجازت دیتا ہے وہ دشمن سے بچاؤ کی خاطر ہے اور اس کی وجوہات بیان کرتا ہے۔ اگر ہم اسلام کی تاریخ کے پہلے تیرہ (13) سالوں کو دیکھیں تو پیغمبر اسلام اور آپؐ کے صحابہ کو بہت ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا، ہر قسم کا ظلم روا رکھا گیا۔ مسلمانوں کو مکّہ کے لوگوں کے ڈر کی وجہ سے اور عبادت کرنے کے لئے چھپ کر رہنا پڑتا تھا۔ یہاں تک کہ ان کو دہکتے کوئلوں پر ڈالا جاتا تھا۔ جب وہ خدا کا نام لیتے تھے ان کو مارا جاتا تھا اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ ظلم کئے جاتے تھے جن کے بیان سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔

بہرحال ان 13 سالوں کے ظلموں کے بعد ان کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی، جہاں انہیں کچھ زیادہ آزادی میسر آ گئی تھی۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے کفار اور یہود کے ساتھ ایک معاہدہ کیا اور مدینہ میں ایک چھوٹی سی حکومت تشکیل دی اور معاہدہ کی رو سے آپؐ کو لیڈر (سربراہ) بنایا گیا۔ یہاں بھی مکّہ والوں نے مسلمانوں کا تعاقب کیا تا کہ ان کو ختم کرسکیں۔ چنانچہ کفّار نے مدینہ پر حملہ کیا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو دفاع کی اجازت دی کیونکہ حملہ کرنے والے تمام حدود کو پار کر چکے تھے۔ خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے مسلمانو! تم کو جنگ کی اجازت دی جاتی ہے اور اس اجازت کے ساتھ حملہ کرنے والوں کے مقابلہ کی اجازت دی۔

قرآن کریم سورۃ الحج آیات 41,40 میں فرماتا ہے۔ ان لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جارہا ہے (قتال کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کئے گئے اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ (یعنی) وہ لوگ جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا، محض اس بنا پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع ان میں سے بعض کو بعض دوسروں سے بھڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کر دیئے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے اور یقیناً اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ اجازت جو اپنے دفاع کے لئے دی گئی ان لوگوں کو دی گئی جن پر بے انتہا مظالم روا رکھے گئے۔ وہ جن کا صرف یہ قصور تھا کہ وہ کہتے تھے اللہ ہمارا ربّ ہے۔ صرف یہ کہنے سے ان کو ظلم سہنے پڑے اور اپنے گھر چھوڑنے پڑے اور پھر جیسا کہ ان آیات سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو صرف اپنے دفاع کی ہی اجازت نہیں دی گئی بلکہ حقیقت میں ان کو حکم دیا گیا کہ جوں جوں ظالم اپنے ظلم میں بڑھتے جائیں گے، چرچ اور یہودی معابد بھی ان کے ہاتھوں محفوظ نہیں رہیں گے اور نہ ہی کوئی اور عبادت کی جگہ نہ صرف اپنے مذہب اور مساجد کی حفاظت اور دفاع کی اجازت دی بلکہ مسلمانوں کو پابند کر دیا گیا کہ وہ دوسرے مذاہب کی عبادتگاہوں کی بھی حفاظت کریں۔ اس ایک حکم سے تمام مذہبی جنگوں اور نفرت پھیلانے کی نفی کر دی گئی۔ یہ آیات بھی ثابت کرتی ہیں کہ اسلام مذہب کے نام پر یا کسی قسم کی انتہا پسندی سے خون بہانے کی اجازت نہیں دیتا۔

پھر جب بھی قرآن کریم نے جنگ کرنے کی اجازت دی۔ اگر آپ اس کے اصل متن کو دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ انتہائی جائز وجوہات کی بنا پر دی۔ لیکن اب اس زمانہ میں کوئی جائز وجہ مذہبی جنگ کی باقی نہیں رہی۔ اسی لئے بانی جماعت احمدیہ نے کہا کہ چونکہ اسلام کے نہ ماننے والے مذہب کے نام پر حملے نہیں کررہے۔ اس لئے مسلمانوں کو بھی مذہبی جنگیں کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ مذہب میں کوئی جبر نہیں ہے اور ہدایت ظاہر و باہر ہوکر عیاں ہوگئی ہے۔

دوسرے الفاظ میں ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر تم نے سمجھ لیا ہے اور اسلام کو مذہب کے طور پر چن لیا ہے تو ہدایت کے راستہ پر چلو اور ہدایت کے راستے یہ ہیں کہ تم خدا اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرو تا کہ دنیا یہ جان سکے کہ تمہیں سیدھے راستے پر چلنے کی ہدایت کی گئی ہے نہ کہ گمراہوں کے راستہ پر۔

ہدایت یافتہ لوگوں کے قول اور فعل خود بولتے ہیں ان کو اپنے مذہب کو پھیلانے کے لئے کسی طاقت کی ضرورت نہیں ہے اور یہ خوبصورت تعلیم جس پر جماعت احمدیہ عمل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ مذہب، خدا اور بندے کے درمیان ایک ذاتی معاملہ ہے اور طاقت اس میں کسی طرح بھی استعمال نہیں ہوسکتی۔ طاقت کا استعمال اور متشددانہ کارروائیاں نفرت کی دیواریں تو کھڑی کرسکتی ہیں لیکن دل نہیں جیت سکتیں اور جن کے دل نہ جیتے جائیں، جب بھی ان کو موقع ملے بدلہ لیتے ہیں کیونکہ مذہب میں رہتے ہوئے وہ کسی قسم کی قربانی نہیں دے سکتے۔

اسلام کی اس خوبصورت تعلیم پر احمدیہ کمیونٹی ہی عمل پیرا ہے اور احمدیہ کمیونٹی کے ممبران سے ظاہری طور پر بھی اس تعلیم کا اظہار ہورہا ہے۔ وہ خوشی سے اپنی جانوں اور مالوں کی قربانیاں اس امن کے پیغام کی خاطر دے رہے ہیں اور قانون کو کبھی بھی اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے اور بدامنی نہیں پیدا کرتے۔ یہ رویہ اور طریقہ مختصر الفاظ میں اس طرح ادا ہوسکتا ہے ''محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں''۔ اس لئے جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے جماعت احمدیہ جو مسجد یہاں بنانا چاہتی ہے وہ محبت اور امن کی تعلیم کو ظاہر کرتی ہے اور اس پیغام کو پھیلانے کے لئے ہے۔

حضور انور نے فرمایا: مقامی آبادی خصوصیت سے اور آئرش قوم عمومی طور پر اس پیغام کو دیکھے گی اور یہ گواہی دے گی کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو انسانی قدروں کو قائم کرتا ہے اور وہ دیکھیں کہ جماعت احمدیہ ہی ہے جو امن کی سفیر ہے اور ان خوبیوں کی حامل ہے اور ان اعلیٰ اقدار کا جھنڈا اٹھائے ہوئے ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب کو مذہبی رواداری کی ضرورت ہے اور دنیا کے لوگوں کو محبت، شفقت اور بھائی چارے کو قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ مزید برآں انسان کی ایک فوری ضرورت اپنے پیدا کرنے والے کو پہچاننے کی ہے اور یہی انسانیت کی بقا کے لئے گارنٹی ہے جبکہ دنیا تیزی سے اپنی تباہی کی طرف جارہی ہے۔

میری یہ دعا ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور امن کے قیام اور دنیا کے پیدا کرنے والے خالق کو پہچاننے کی کوشش کریں اور میری دعا ہے کہ تباہی جو ہمارا انتظار کررہی ہے اس سے بچ سکیں۔

آخر میں مَیں معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا وقت دیا اور جن کی آمد سے یہ شام بہترین بن سکی۔ بہت بہت شکریہ!

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب نوبج کر بیس منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعض معزز مہمانوں کو تحائف عطا فرمائے۔

بعدازاں سبھی مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معیت میں کھانا تناول کیا۔ کھانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ازراہ شفقت مہمانوں سے ملنے کے لئے باری باری ہر ٹیبل پر تشریف لے گئے اور مہمانوں سے گفتگو فرمائی۔ اس موقع پر مرد حضرات نے شرف مصافحہ حاصل کیا اور مہمان خواتین شرف زیارت سے فیضیاب ہوئیں۔ یہ پروگرام رات پونے گیارہ بجے تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

حضور انور کے خطاب پر مہمانوں کے تاثرات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا ہر آنے والے مہمان پر گہرا اثر ہوا اور بعض مہمان اپنے تاثرات کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے۔

✩......ایک صاحب جو کہ رائٹر ہیں اور اپنی رائٹرز ایسوسی ایشن کے صدر بھی ہیں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضور کا خطاب انتہائی اعلیٰ اور مؤثر تھا۔ حضور انور نے جو فرمایا ہے بالکل صحیح بات کی ہے۔ اس نے کہا کہ ہم لوگ مذہبی فنکشنز میں شامل نہیں ہوتے اور بہت کم جاتے ہیں۔ لیکن آج مَیں حیران ہوں کہ سارا ہال مہمانوں سے بھرا ہوا ہے اور بڑے ہائی لیول کے مہمان ہیں۔ آپ لوگوں میں ایک کشش ہے۔

✩......ایک احمدی دوست کے مالک مکان بھی اس تقریب میں شامل تھے۔ انہوں نے کہا حضور انور کے خطاب نے بہت گہرا اثر چھوڑا ہے۔ مَیں نے زندگی میں ایسی پاک روحانی شخصیت پہلے نہیں دیکھی۔

✩...... جہاں ہماری مسجد تعمیر ہورہی ہے وہاں کا ایک ہمسایہ بھی اس تقریب میں مدعو تھے۔ موصوف نے کہا مَیں باقاعدہ ہر اتوار کو چرچ عبادت کے لئے جاتا ہوں لیکن آج حضور انور کا خطاب سن کر میری عبادت تو یہیں ہوگئی ہے۔ اب مجھے اتوار کو چرچ جانے کی ضرورت نہیں رہی۔

✩......ایک صاحب نے اپنے تأثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ ایک بہت خوشگوار شام تھی۔ حضور انور سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ بہت محبت اور پیار کرنے والے انسان ہیں۔

✩......ایک خاتون نے کہا یہ بہت ہی خوبصورت لمحات تھے جب امن اور بھائی چارہ کے ماحول میں احمدیوں کو دیکھا کہ وہ کس قسم کے لوگ ہیں مجھے حضور انور کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ اتنی اچھی وسیع جماعت آئرش سوسائٹی میں مدغم ہورہی ہے میں اس کے لئے آپ کی مشکور ہوں۔

✩......ایک صاحب نے کہا کہ یہ ایک بہت خوشگوار شام تھی۔ ہمیں خوشی ہے کہ احمدیہ کمیونٹی کے ساتھ مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب میں شامل ہوئے۔ مَیں اس پر کمیونٹی کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مَیں اب مسجد کے افتتاح کی تقریب کا انتظار کروں گا۔

✩......ایک صاحب نے کہا احمدیہ کمیونٹی ایک اچھی اور پیار کرنے والی جماعت ہے۔ مَیں نے دیکھا کہ آئرش بشپ بھی یہاں تھے۔ آئرش سوسائٹی کی طرف سے آپ کو خوش آمدید کہا گیا۔

✩......ہوٹل Clayton جہاں یہ تقریب منعقد ہوئی۔ اس ہوٹل کے جنرل مینیجر کو جب اس تقریب کے آرگنائز کرنے اور مہمانوں کے بارہ میں بتایا تو اس نے کہا کہ مجھے آج تک جتنے بھی تجربات ہوئے ہیں اور ہوٹل میں جتنے بھی Events ہوئے ہیں آپ کے مہمانوں میں اعلیٰ سرکاری حکام، حکومتی سطح پر ہر لیول کے لوگ، اپوزیشن لیڈر، ممبران پارلیمنٹ سب ایک جگہ اکٹھے ہورہے ہیں یہ بات میرے لئے حیران کن ہے کہ ایک مسلمان آرگنائزیشن یہ کیسے کرسکتی ہے کہ یہ سب لوگ ایک جگہ اکٹھے ہوجائیں۔

غرض اس تقریب میں شامل ہونے والا ہر مہمان حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب اور حضور انور کے وجود مبارک سے فیضیاب ہوا اور جماعت کے بارہ میں اپنے اندر ایک نمایاں تبدیلی لے کر یہاں سے رخصت ہوا۔ رات کے گیارہ بج چکے تھے لیکن کسی کے چہرے پر اس تاخیر کی وجہ سے تھکن کے کوئی آثار نہیں تھے۔ ہر ایک اپنی خوش نصیبی پر بہت خوش تھا۔

✩✩✩✩✩✩

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفین
اور غیرت الٰہی کے عبرتناک نظارے

(فضل الٰہی انوری ۔ جرمنی)

(دوسری قسط)

(3)

مجسٹریٹ لالہ چندولال کا انجام

ضلع گورداسپور کے اس مجسٹریٹ لالہ چندولال کا رویہ شروع ہی سے اس قدر مخالفانہ اور متعصّبانہ تھا کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور کے پاس انتقال مقدمہ کی درخواست کی گئی، مگر وہ رد کردی گئی۔ اس پر چیف کورٹ کی طرف رجوع کیا گیا مگر اس نے بھی وجوہاتِ انتقال مقدمہ کو ناکافی قرار دیتے ہوئے درخواست مسترد کردی۔ اس طرح پر مقدمہ بدستور لالہ چندولال مجسٹریٹ کے پاس ہی رہا۔ اس دوران گورداسپور کے آریوں نے لالہ چندولال سے مل کر ایک مکروہ منصوبہ تیار کیا۔ انہوں نے اس سے کہا کہ یہ شخص (حضرت مرزا صاحب) ہمارے لیڈر لیکھرام کا قاتل ہے اور اب وہ تمہارے ہاتھ کا شکار ہے اور ساری قوم کی نظر تم پر ہے۔ لالہ چندولال نے بھی ان سے وعدہ کرلیا کہ وہ آئندہ آنے والی پہلی ہی پیشی میں عدالتی کارروائی عمل میں لے آئے گا جس سے اس کی مراد یہ تھی کہ مجسٹریٹ کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ شروع میں یا دوران مقدمہ جب چاہے، ملزم کو بغیر ضمانت قبول کئے گرفتار کر کے حوالات میں دے دے۔ آریوں کی اس ناپاک سازش کی اطلاع کسی طرح حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے ایک مرید حضرت محمد اسمٰعیل خان صاحبؓ کو بھی ہوگئی۔ انہوں نے آگے اس کا ذکر حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحبؓ سے کردیا جو 14/مارچ 1904ء کی پیشی کے لئے تیاری کے سلسلے میں گورداسپور پہنچے ہوئے تھے۔ چنانچہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس تاریخ سے ایک دن قبل گورداسپور تشریف لے آئے تو انہوں نے اس کا ذکر آپ سے کرنا ضروری سمجھا۔ آپ یہ تمام روئداد خاموشی سے سنتے رہے۔ مگر جونہی سید سرور شاہ صاحبؓ لفظ 'شکار' پر پہنچے تو آپ جو اس وقت لیٹے ہوئے تھے، یکدم اٹھ کر بیٹھ گئے۔ آپؑ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور فرمایا:

''مَیں اس کا شکار ہوں؟ مَیں شکار نہیں ہوں۔ مَیں شیر ہوں اور شیر بھی خدا کا شیر۔ وہ خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے!''

حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحبؓ کا بیان ہے کہ یہ الفاظ کہتے ہوئے حضرت کی آواز اتنی بلند ہوگئی کہ کمرے کے باہر بھی سنائی دے رہی تھی...... حضورؑ نے یہ الفاظ ''خدا کا شیر'' کئی بار دہرائے۔ اس وقت آپ کی آنکھیں جو ہمیشہ جھکی ہوئی اور بند رہتی تھیں، واقعی شیر کی آنکھوں کی مانند چمکنے لگ گئیں۔ چہرہ اس قدر سرخ ہوگیا کہ دیکھا نہ جاتا تھا۔ پھر جب یہ کیفیت جاتی رہی، تو آپؑ نے فرمایا:

'مَیں کیا کروں۔ مَیں نے تو خدا کے سامنے پیش کیا ہے کہ مَیں تیرے دین کی خاطر اپنے ہاتھ اور پاؤں میں لوہا پہننے کو تیار ہوں، مگر وہ کہتا ہے کہ نہیں، 'مَیں تجھے ذلت سے بچاؤں گا اور عزت کے ساتھ بری کروں گا'۔

اِدھر دشمن یہ منصوبے بنا رہا تھا، اُدھر اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کو امکانی ذلت سے بچانے کی یہ تدبیر فرمائی کہ جونہی آپ اس مجلس سے فارغ ہوئے، آپ کو اچانک خون کی قے آگئی۔ اس پر فوراً ہی ایک انگریز ڈاکٹر ایس۔ پی۔ مور، جو مقامی ہسپتال میں سول سرجن تھے، کو بلایا گیا۔ اس نے معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ اس عمر میں خون کی قے آنا خطرناک ہے۔ اور سرٹیفیکیٹ دیا کہ آپ ایک ماہ کیلئے کچہری میں پیش ہونے کے قابل نہیں۔ اس کے بعد حضور تو پیشی سے قبل ہی قادیان روانہ ہوگئے اور وکلاء عدالت کا سامنا کرنے کی تیاری کرنے لگ گئے۔

جب اگلا روز پیشی کا دن آیا اور مجسٹریٹ کے سامنے وہ ڈاکٹری سرٹیفیکیٹ پیش کیا گیا تو وہ سٹپٹا کر رہ گیا۔ مگر سول سرجن اور وہ بھی انگریز اس کے سامنے اس کی کیا پیش جا سکتی تھی۔ چنانچہ وہ عدالتی کارروائی مؤخر کرنے پر مجبور ہو گیا۔ مگر اگلی پیشی سے قبل وہی سول سرجن حضور علیہ السلام کو دیکھنے کے لئے قادیان آیا اور آپ کا معائنہ کرنے کے بعد اس نے آپ کی عمومی حالت کے پیش نظر آپ کو چھ ہفتہ مزید آرام کرنے کی ہدایت کی اور اتنے عرصہ کے لئے سفر کے ناقابل ہونے کا سرٹیفیکیٹ بھی دے دیا۔

اِدھر خدا تعالیٰ جو اپنے مامور کو ہر ذلت سے بچانے کی بشارتیں دے چکا تھا، اس نے بھی اپنا جلالی ہاتھ دکھانا شروع کر دیا۔ چنانچہ اس آسمانی تدبیر کے ساتھ ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے حق میں ظاہر فرمائی (جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) خود لالہ چندولال کے بھی خدائی غضب کے نیچے آنے کے اسباب پیدا ہوگئے۔ وہ کیا اسباب تھے جن کے نتیجے میں یہ متعصب آریہ مجسٹریٹ جو اپنے پیشے کے ساتھ بھی غداری کر رہا تھا، اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا، ایک عبرتناک کہانی ہے جسے بیان کرنے سے پہلے یہ بتایا جانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ اس سارے آسمانی منصوبہ کے عمل میں آنے سے پہلے اس کے نقوش کی ایک جھلک حضرت بانی سلسلہؑ کو بھی دکھا دی گئی۔ روایات میں آتا ہے کہ دوران مقدمہ جب بعض غیر از جماعت معززین آپ کی خدمت میں پہنچے اور ازراہ ہمدردی کہا کہ چندولال کا ارادہ آپ کو قید کرنے کا معلوم ہوتا ہے تو آپ جو اُس وقت دری پر لیٹے ہوئے تھے، اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا:

''میں تو چندولال کو عدالت کی کرسی پر نہیں دیکھتا''۔

(بحوالہ اخبار الحکم، مورخہ 14/ جولائی 1904ء)

اس کی تقریب یوں پیدا ہوئی کہ گورداسپور جیل میں کسی مجرم کو پھانسی لگنی تھی۔ ڈپٹی کمشنر ضلع کی طرف سے لالہ چندولال کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ حسب قواعد موقع پر موجود ہوں۔ لالہ چندولال نے ڈپٹی کمشنر کو لکھا کہ مَیں بہت رقیق القلب ہوں، کسی مجرم کو پھانسی لگتے نہیں دیکھ سکتا، اس لئے مجھے اس ڈیوٹی سے مستثنیٰ کیا جائے۔ ڈپٹی کمشنر نے وہ ڈیوٹی تو کسی اَور مجسٹریٹ کے سپرد کر دی مگر حکومت کو رپورٹ بھجوا دی کہ یہ شخص (لالہ چندولال) اس قابل نہیں کہ اسے فوجداری اختیارات تفویض کئے جائیں۔ چنانچہ لالہ چندولال اکسٹرا اسسٹنٹ کے عہدے سے معزول ہوکر 'منصفی' (یعنی عام جج) کے عہدے پر واپس لوٹا دئے گئے۔ اس کے ساتھ ہی انہیں ضلع گورداسپور سے تبدیل کر کے ملتان بھجوا دیا گیا۔ اس طرح پر وہ تمام منصوبہ جو دشمنانِ حق خدا کے مامور کی ایذا رسانی کی غرض سے بنا رہے تھے، دھرے کا دھرا رہ گیا۔ بعد میں پتہ چلا کہ وہ اس صدمے کی تاب نہ لا کر پاگل ہوگیا اور بالآخر اسی حالت میں راہیٔ ملک عدم ہوا۔

(4)

مہتہ آتمارام پر خدا کے غضب کا نزول

ایک اور شخص جو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے حق میں ایذا رسانی کا مرتکب ہو کر خدا کے غضب کا نشانہ بنا، وہ آتمارام نامی وہ آریہ مجسٹریٹ تھا جو مقدمہ مذکورہ بالا میں لالہ چندولال کی جگہ مجسٹریٹ مقرر ہوا۔ اس نے بھی آریہ ہونے کے ناطے آتے ہی اوچھے ہتھیار استعمال کرنے شروع کر دیئے۔ مثلاً پہلے مجسٹریٹ کے وقت حضور کو کمرۂ عدالت میں کرسی ملتی تھی۔ اس نے نہ صرف کرسی دینے سے انکار کر دیا، بلکہ بعض اوقات شدید پیاس کے باوجود بھی آپ کو پانی پینے کی اجازت نہ دی۔ پھر سماعت کی تاریخیں مقرر کرنے میں اس نے بھی اپنے پیشرو والا حربہ استعمال کیا یعنی اتنی قریب قریب کی تاریخیں دینی شروع کر دیں کہ حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو بالآخر وسط اگست 1904ء سے لے کر تا اختتام مقدمہ گورداسپور میں ہی قیام کرنا پڑا۔ علاوہ ازیں اس نے جنبہ داری اور عداوت کا ایک افسوسناک مظاہرہ یوں کیا کہ اس نے حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے حق میں جانے والی ایک فیصلہ کن شہادت کو طلب کرنے سے انکار کر دیا اور اس طرح پر اس نے عدل و انصاف کا بھی خون کیا۔

یہ مقدمہ ایک طویل مدت تک چلتا رہا۔ مجسٹریٹ تاریخوں پر تاریخیں دیتا چلا گیا اور بالآخر اس نے 8/اکتوبر 1905ء کا دن فیصلہ سنانے کے لئے مقرر کیا۔ قرائن بتا رہے تھے کہ مجسٹریٹ کی نیت اچھی نہیں اور وہ بہر حال حضرت بانیٔ سلسلہ کو زک پہنچانے کا ارادہ کئے ہوئے ہے۔ چنانچہ فیصلہ سنانے کے دن اس کی نیت اچھل کر باہر آگئی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک تو اس نے فیصلہ کا دن وہ مقرر کیا جو ہفتے کا آخری دن تھا۔ اگلا دن بوجہ اتوار ہونے کے چھٹی کا دن تھا۔ دوسرے، وقت ایسا مقرر کیا کہ برخاست عدالت میں بہت تھوڑا وقت باقی رہ گیا۔ چونکہ اس کا ارادہ حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو قصوروار ٹھہرا کر آپ کو جرمانہ کی سزا دینے کا تھا، اس لئے مذکورہ بالا حیلے بروئے کار لانے سے اس کا مقصد یہ تھا کہ غیر متوقع جرمانہ کی عدم ادائیگی کی صورت میں وہ حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو کم ازکم دو راتیں اور ایک دن قید میں رکھ سکے گا۔ اس کی اس بدنیتی کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ فیصلہ کے دن اس نے پولیس کا اچھا خاصہ انتظام کر رکھا تھا اور کمرۂ عدالت میں اندر اور باہر سپاہی متعین کر رکھے تھے۔ مگر اس کی یہ ساری تدبیر اس طرح خاک میں مل گئی کہ جرمانہ کی رقم مبلغ سات سو روپے جو حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے صرف ایک دن پہلے احتیاطاً بھجوا دیئے تھے، آپ کے وکیل خواجہ کمال الدین صاحب نے اُسی وقت گن کر عدالت کی میز پر رکھ دیئے۔ جرمانہ کی ادائیگی کے وقت آتمارام کی بوکھلاہٹ بتاتی ہے کہ وہ حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو قید کرنے کے لئے کس قدر بیتاب تھا۔ اس کی مختصر روئیداد یہ ہے کہ اس کے فیصلہ سناتے ہی جب مبلغ سات سو (700) کے نوٹ میز پر رکھے گئے تو آتمارام کا رنگ فق ہوگیا اور وہ کھسیانوں کی طرح نوٹوں کو الٹنے پلٹنے لگ گیا۔ اچانک اس کی نظر ایک ایسی چیز پر پڑی، جسے دیکھ کر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ بات یہ ہوئی کہ اس زمانہ میں کرنسی نوٹوں پر الگ الگ علاقوں کے نام لکھے ہوتے تھے، مثلاً لاہور، کلکتہ، کراچی وغیرہ۔ اور دوکاندار عموماً اپنے ہی علاقہ کے نوٹ قبول کرتے تھے۔ مگر سرکاری طور پر ایسی کوئی پابندی نہ تھی۔ اب ان نوٹوں پر جو عدالت میں پیش کئے گئے، کراچی اور مدراس لکھا تھا۔ جونہی آتمارام نے یہ دیکھا، وہ بول اٹھا: 'یہ نوٹ قابل قبول نہیں ہیں'۔ خواجہ صاحب اس کی نیت بھانپ گئے۔ چنانچہ انہوں نے کہا۔ 'اچھا، آپ لکھ دیں کہ سات سو روپے کے کرنسی نوٹ پیش کئے گئے، مگر ان پر کراچی اور مدراس لکھا ہونے کے باعث عدالت نے قبول نہیں کئے'۔ اِدھر آتمارام کو بھی پتہ چل گیا کہ اس کا یہ حربہ کارگر نہیں ہوسکے گا کیونکہ حکومت اپنی عملداری کی حدود میں اپنے نوٹوں کا انکار نہ کرسکتی تھی۔ چنانچہ چارو ناچار اسے وہ نوٹ قبول کرنے پڑے اور اس طرح پر اس کا حضورؑ کو قید کرنے کا سارا منصوبہ خاک میں مل گیا۔

(بحوالہ 'الحکم'، قادیان، مورخہ 24 جنوری 1905ء)

آتمارام کے اس فیصلہ کے خلاف فوراً ہی امرتسر کی سیشن کورٹ میں اپیل داخل کرادی گئی جس پر عدالت عالیہ نے ماتحت عدالت کی طرف سے عائد کردہ تمام الزامات کالعدم کر کے جرمانہ کی تمام رقم واپس کئے جانے کا حکم صادر کِیا۔ تاہم آتمارام مجسٹریٹ کو اپنے ساختہ پرداختہ کی سزا مل گئی۔ وہ اس طرح ہوا کہ جن دنوں وہ اپنا فیصلہ لکھنے والا تھا اور اس کے تیور بدلے ہوئے تھے، حضرت بانیٔ سلسلہؑ کو کشفاً دکھایا گیا کہ اس کی اولاد پر کوئی آفت آنے والی ہے۔ چنانچہ آپ نے دیکھا کہ ''ایک شیر آیا ہے اور وہ آتما رام کے دولڑکے اٹھا کر لے گیا ہے''۔ خدا کی یہ قہری تقدیر یوں ظاہر ہوئی کہ ابھی وہ اپنے مکروہ منصوبے پر عمل بھی نہ کر پایا تھا کہ اس کے دونو جوان بیٹے یکے بعد دیگرے طاعون سے ہلاک ہو گئے۔ اس سارے واقعہ پر حسرت اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''آتمارام نے اس مقدمہ میں اپنی نافہمی کی وجہ سے پوری غور نہ کی اور مجھ کو سزائے قید دینے کیلئے مستعد ہوگیا۔ اُس وقت خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ آتمارام کو اس کی اولاد کے ماتم میں مبتلا کرے گا۔ چنانچہ یہ کشف میں نے اپنی جماعت کو سنا دیا۔ اور پھر ایسا ہوا کہ قریباً بیس پچیس دن کے عرصہ میں دو بیٹے اس کے مر گئے۔ اور آخر یہ اتفاق ہوا کہ آتمارام سزائے قید تو مجھ کو نہ دے سکا اگرچہ فیصلہ لکھنے میں اس نے قید کرنے کی بنیاد بھی باندھی۔ مگر اخیر پر خدا نے اس کو اِس حرکت سے روک دیا۔ لیکن تاہم اس نے سات سو روپیہ جرمانہ کیا۔ پھر ڈویژنل جج کی عدالت سے عزت کے ساتھ مَیں بری کیا گیا...... اور میرا جرمانہ واپس ہوا، مگر آتمارام کے دو بیٹے واپس نہ آئے''۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 125)

دوسری طرف حضرت بانیٔ سلسلہؑ نے اپنی اس شاندار بریّت کو اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت کا نشان قرار دیتے ہوئے جن الفاظ میں اپنے خدائے بزرگ و برتر کا شکریہ ادا کیا، وہ بھی انسانی تاریخ میں سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں، جیسا کہ فرمایا:

''افسوس کہ میرے مخالفوں کو باوجود اس قدر متواتر نامرادیوں کے میری نسبت کسی وقت محسوس نہ ہوا کہ اس شخص کے ساتھ ایک ہاتھ ہے جو ان کے ہر حملے سے اس کو بچاتا ہے اور نہ صرف بچایا بلکہ پہلے سے خبر دیدی کہ وہ بچائے گا اور ہر ایک مرتبہ اور ہر مقدمہ میں خدا تعالیٰ مجھے خبر دیتا رہا کہ میں تجھے بچاؤں گا۔ چنانچہ وہ اپنے وعدہ کے موافق مجھے محفوظ رکھتا رہا''۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22 صفحہ 125)

اپنے ان بیٹوں کی وفات کا آتمارام کو جو صدمہ پہنچا، وہ اس کی ساری زندگی کا روگ بن گیا۔ اس کا پتہ اس طرح چلتا ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہؑ کی وفات کے ایک لمبا عرصہ بعد جب وہ ایک بار آپ کے بڑے فرزند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب، خلیفۃ المسیح الثانیؓ، سے لدھیانہ ریلوے سٹیشن پر ملا (آپ اُس وقت بذریعہ ریل گاڑی دہلی تشریف لے جا رہے تھے) تو بڑے الحاح سے کہنے لگا کہ دعا کریں، خدا مجھے صبر کی توفیق دے، مجھ سے بڑی غلطیاں ہوئی ہیں اور میری حالت ایسی ہوگئی ہے کہ مَیں ڈرتا ہوں کہیں پاگل نہ ہو جاؤں۔ نیز کہا کہ میرا اب ایک ہی اَور بیٹا ہے۔ دعا کریں کہ خدا اسے اور مجھے محفوظ رکھے اور کسی مزید صدمہ میں مبتلا نہ کرے۔

(بحوالہ تفسیر کبیر جلد 6، صفحہ 359)

بقیہ:خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

آپؐ کی ذات اور اسلام کی تعلیم آج بھی زندہ ہے۔ پس آج ہر عورت کا کام ہے کہ امّ عمّارہؓ بن کر آنحضرت ﷺ کی ذات اور اسلام پر پر لگائے گئے ہر الزام کا جواب دے کر آپ کی ذات اور اسلام کی حفاظت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرے۔ مَیں نے ایک اُمّ عمّارہ کی مثال دی ہے اسلام میں آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بھی اور بعد میں بھی ایسی خواتین پیدا ہوتی رہی ہیں جنہوں نے دین کی خاطر ہر قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ جنگِ قادسیہ کے مختلف موقعوں پر عورتوں نے بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ پس آج جبکہ اسلام پر دنیا کے ہر کونے سے حملہ ہو رہا ہے۔ اور بدقسمتی سے مسلمان کہلانے والے خود بھی زمانے کے امام کی دشمنی کر کے ان حملوں کو ہوا دے رہے ہیں۔ ہمیں ایک اُمّ عمّارہ نہیں بلکہ ہزاروں اُمّ عمّارہ کی ضرورت ہے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی ذات اور اسلام کی حفاظت کرنی ہے۔ پس نئے ذرائع ابلاغ، الیکٹرانک ذرائع کو استعمال کرنا آج کل کی نوجوان نسل کو زیادہ آتا ہے۔ پس نوجوان نسل سے بھی میں کہتا ہوں کہ آگے آئیں اور اس جہاد میں اتر جائیں۔ ذاتی خواہشات کو پسِ پشت ڈال دیں۔ جو واقفاتِ نو ہیں اپنے وقفِ نو کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ جو واقفاتِ نو نہیں ہیں وہ اپنے ایک احمدی اور سچا مسلمان ہونے کا حق ادا کریں۔ دین سیکھیں اور دین کو پھیلائیں۔ اپنی ذاتی خواہشات کو بالکل پسِ پشت کر دیں۔ مخالفین کے اعتراض کوئی نئے نہیں ہیں۔ آج بھی وہی پرانے اعتراض ہیں جو ہمیشہ سے ہوتے چلے آئے ہیں۔ الفاظ کے ردّوبدل کے ساتھ یہ پیش کر دیتے ہیں۔ اور ان سب کے جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیئے ہوئے ہیں۔ پس ہماری عورتوں اور لڑکیوں کو چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب یا اقتباسات جن کا انگلش میں ترجمہ میسر ہے، جن کو اردو پڑھنی نہیں آتی وہ انگلش میں پڑھیں۔ اور کوشش کریں کہ اس کے علاوہ بھی علم حاصل کریں اور ان اعتراضات کے جوابات دیں جو آج اسلام پر اور آنحضرت ﷺ کی ذات پر ہو رہے ہیں۔ اور دشمن کے خلاف ایک ننگی تلوار بن کر کھڑی ہو جائیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پھر مَیں ایک مثال پیش کرتا ہوں، حضرت امّ سلمہؓ کی۔ یہ بیعتِ رضوان میں شامل تھیں۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا یہ بیعت تھی جو حضرت عثمانؓ کے شہید ہونے کی افواہ پر صلح حدیبیہ سے پہلے ہوئی۔ اور یہ وہ بیعت تھی جس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں شامل لوگوں سے خدا تعالیٰ بھی راضی ہوا۔ کیونکہ آج انہوں نے خدا تعالیٰ کی خاطر ایک نیا عہد کیا تھا۔ حضرت امّ سلمہؓ کی خصوصیات یہ تھیں۔ ان میں بڑا صبر تھا، بڑا تحمل تھا، ایمان اور توکل اعلیٰ درجہ کا تھا۔ تقویٰ اور خشیت الٰہی میں ترقی کرنے والی خاتون تھیں۔ عقل و دانش کی پیکر تھیں۔ ہمت بھی ان میں بڑی تھی۔ بہادر بھی بہت تھیں۔ فصاحت و بلاغت میں ان کا ممتاز مقام تھا اور عورتوں میں خطیبۃ النساء کے نام سے مشہور تھیں یعنی عورتوں کی بہترین مقررہ۔ انہوں نے جنگ میں بھی حصہ لیا۔ جنگِ یرموک میں لاٹھی سے ہی، ڈنڈے سے ہی نو 9 رومیوں کو قتل کر دیا۔ گفتگو ان کی بڑی جچی تلی ہوتی تھی۔ جو بھی ان کی گفتگو سنتا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ ان کی گفتگو میں بڑی مٹھاس تھی۔ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں وہ مشہور واقعہ جو ہے حدیث میں ہم سنتے ہیں جس میں انہوں نے عورتوں کے بارہ میں سوال کیا تھا کہ ان کا کیا مقام ہے؟

حاضر ہو کر جب انہوں نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ آج مَیں عورتوں کی نمائندہ بن کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عورتوں اور مَردوں دونوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا ہے۔ ہم عورتوں کو بھی آپ پر ایمان لانے اور آپ کی پیروی اختیار کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ ہم اپنے گھروں میں پابند ہیں۔ اپنے خاوندوں کی خدمت گزاری میں محو رہتی ہیں۔ اولاد کی پرورش کرنا اور گھر کی دیکھ بھال کرنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ مَرد حضرات جمعہ اور باجماعت نمازیں وغیرہ اور جنازے اور جہاد ہر جگہ شریک ہوتے ہیں۔ اور ان نیکیوں کی وجہ سے ہم سے زیادہ فضائل حاصل کر لیتے ہیں۔ جب وہ جہاد کے لئے روانہ ہوتے ہیں تو ہم ان کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔ یا رسول اللہ! کیا اجروثواب میں ہم بھی ان کے برابر کی شریک ہیں؟ یہ اندازِ گفتگو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند آیا اور آپ نے صحابہ سے کہا۔ کیا کوئی اس سے زیادہ بہتر رنگ میں عورتوں کی نمائندگی کر سکتا ہے؟ تو صحابہ نے کہا کہ ایسا فصیح بیان تو ہم نے آج تک نہیں سنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مخاطب کر فرمایا کہ ان خواتین کو جا کر میرا پیغام سنا دو جن کی نمائندہ بن کر تم یہاں آئی ہو کہ تمہارا اپنے خاوندوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا، ان کی خوشی کو پیشِ نظر رکھنا، اور ان کے نقشِ قدم پر چلنا اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند ہے کہ وہ ایسی بلند مرتبہ عورت کو وہی اجروثواب دیتا ہے جس کا ذکر اس نے مَردوں کے لئے کیا ہے۔ پس یہ مرد بھی وہ خوش نصیب مرد تھے جو تقویٰ پر چلنے والے تھے، جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھنے والے تھے۔ جو اپنی بیویوں اور بچوں کے حقوق ادا کرنے والے تھے۔ حضرت اسماء یہ پیغام سن کر خوشی سے واپس آئیں اور عورتوں کو جواب دیا۔ پس یہ تقویٰ پر چلنے والی بیویوں کا بھی رویہ ہے کہ ان کے اپنے سپرد جو کام ہیں ان کو وفا سے ادا کرنا۔ اپنے فرائض کو وفا کے ساتھ ادا کرنا۔ اپنے بچوں کی تربیت کی طرف بہترین رنگ میں توجہ دینا۔ لڑکیوں کا کام ہے کہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنی دینی تعلیم کی طرف بھی توجہ دینا۔ صرف فیشن ہی پیشِ نظر نہ رہیں۔ ایسی عورتیں ہیں، ایسی لڑکیاں ہیں جن کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ کو راضی کریں، کس طرح ان عورتوں میں شامل ہوں جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ مقام عطا فرمایا ہے جس سے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر ایک واقعہ ملتا ہے حضرت امّ ورقہؓ بنت عبداللہ کا۔ قرآنِ کریم کی حافظ تھیں، عالمہ تھیں بڑی مدبرہ تھیں، علم و حکمت میں ترقی کرنے والی تھیں۔ عبادت گزار تھیں۔ زہد و تقویٰ میں ترقی کرنے والی تھیں۔ اور عبادت میں اتنی مشہور تھیں کہ رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزارا کرتی تھیں۔ قرآنِ کریم کی تلاوت نہایت عمدہ لہجے میں کیا کرتی تھیں۔ قرآنِ کریم کی آیات پر غور اور تدبر اور سوچ اور فکر ان کی بہت گہری تھی۔ حضرت امّ ورقہ انصاریہ کے بارے میں لکھا ہے کہ غزوہ بدر کے لئے روانگی کا جب اعلان ہوا تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت امّ ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! مجھے بھی جنگ میں شرکت کرنے کی اجازت عطا فرمائیں۔ مَیں زخمیوں کی مرہم پٹی، پیاسوں کو پانی پلانے کی خدمات سرانجام دوں گی۔ میری دلی تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت کی موت عطا کرے۔ یہ جذبہ اور شوق اور ولولہ دیکھ کر رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے گھر میں رہو۔ اللہ تعالیٰ وہیں شہادت کا مرتبہ عطا کر دے گا۔ یہ پیغام سن کر حضرت امّ ورقہؓ خوشی خوشی اپنے گھر آئیں۔ اور بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ آپ کے گھر جاتے تھے کہتے تھے آؤ آج زندہ شہید کے گھر چلیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات اس طرح بھی پوری ہوئی کہ ان کے دو غلام تھے اور ایک غلام اور ایک لونڈی تھی، ان کو آپ نے کہا تھا کہ جب مَیں وفات پا جاؤں گی تو مَیں تم لوگوں کو آزاد کر دوں گی۔ ان دونوں نے سوچا کہ ان کی عمر تو پتہ نہیں کتنی ہے۔ کب تک یہ زندہ رہیں گی اور کب ہمیں آزادی ملے گی۔ انہوں نے ایک دن موقع پا کر رات کو ان کو شہید کر دیا۔ اس طرح اپنے گھر میں شہید ہونے کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تھا وہ بھی پورا ہو گیا۔ بہرحال وہ بعد میں پکڑے گئے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر حضرت فاطمہ بنت خطابؓ ہیں جو اپنے بھائی کی رہنمائی اور ہدایت کا باعث بنیں۔ ان کے اسلام لانے کا باعث بنیں۔ بھائی کی سختیوں کے باوجود، بھائی کے ہاتھوں لہولہان ہونے کے باوجود اسلام کی خوبصورت تعلیم سے ایک انچ بھی ہٹنا گوارا نہیں کیا۔ آخر بھائی کو ہی ہتھیار ڈالنے پڑے اور قرآنِ کریم کی خوبصورت تعلیم کو سن کر خود بھی اسلام کی آغوش میں آ گئے۔ یہ حضرت عمرؓ کی بہن تھیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: غرضیکہ ان صحابیات کے بے شمار واقعات ہیں جنہوں نے دین سے محبت، خدا سے محبت، اللہ تعالیٰ کے رسول سے محبت اور عشق کی داستانیں رقم کی ہیں۔ عبادتوں میں بھی ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کی ہے۔ اور جسمانی جہاد میں بھی بھرپور حصہ لیا ہے۔ مالی قربانیوں میں بھی بھرپور حصہ لیا ہے۔ اپنے بچوں اور خاوندوں کو قربان کروا کر صبر اور حوصلے کے اعلیٰ معیار بھی قائم کئے ہیں۔ تبلیغِ دین میں بھی بھرپور حصہ لیا ہے۔ اور مسائل سیکھنے اور سکھانے میں بھی بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ حضرت عائشہؓ ہی تھیں جنہوں نے وہ مقام حاصل کیا کہ نصف دین سکھانے والی بن گئیں۔ غرض ہر میدان میں مسلمان عورت کا ایک کردار ہے اور ان عورتوں نے اپنے بچوں کے دلوں میں دین کی محبت اس طرح کوٹ کوٹ کر بھر دی کہ وہ ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہو گئے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس آج آخرین میں شامل ہونے والی عورتوں نے بھی یہی مثالیں قائم کرنی ہیں، تبھی وہ اپنا عہد پورا کرنے والی کہلا سکتی ہیں، تبھی وہ اپنے عہد کا حق ادا کرنے والی کہلا سکتی ہیں۔ وہ عورتیں جنہوں نے براہِ راست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تربیت پائی انہوں نے بھی اپنی قربانیوں اور عبادتوں کے معیار حاصل کرنے کی کوشش کی۔ ان کی بھی بہت ساری مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ پس ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے ان مثالوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے لئے ٹارگٹ مقرر کرنے ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس زمانہ میں پہلے سے بڑھ کر ہمیں اس بارہ میں کوشش کی ضرورت ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بھی یہ روح تو قائم ہے لیکن ان پر توجہ اور اس ذکر کی ضرورت رہتی ہے تا کہ ہم میں سے اکثریت یہ قربانیاں کرنے والی اور عبادتیں کرنے والی اور اپنے تقویٰ کے معیار بلند کرنے والی بن جائے۔ کہیں زمانے کے بہاؤ میں بہہ کر، زمانے کی لغویات میں بہہ کر ہماری نسلیں اس روح کو بھول نہ جائیں۔ لجنہ اماء اللہ کی تنظیم اس لئے قائم کی گئی تھی تا کہ اس تنظیم کے تحت عورتیں اپنی روحانی تربیت کا بھی سامان کرتی رہیں۔ اور اپنی اخلاقی تربیت کا بھی سامان کرتی رہیں۔ اور خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق پیدا کرنے کے لئے بھی کوشش کرتی رہیں۔ اور توحید کے قیام کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے نہ صرف یہ کہ تیار رہیں بلکہ قربانیاں دیتی چلی جائیں۔ اور اگلی نسلوں میں بھی یہ روح پھونکتی چلی جائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ جوش اور جذبہ پاکستان میں آج کل سخت حالات کی وجہ سے ابھرا تو ہے لیکن باہر کے ملکوں کے لئے یہ عارضی نہیں ہونا چاہئے۔ نہ صرف پاکستانی احمدیوں پر سخت حالات ہیں بلکہ اور بھی بہت سارے ممالک ہیں، انڈونیشیا ہے، بنگلہ دیش ہے بعض عرب کے ممالک ہیں جن میں سخت حالات ہیں۔ وہ تو ان حالات کی وجہ سے اپنے ایمانوں میں مضبوط ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اور پہلے سے زیادہ بڑھ کر اپنے اخلاص و وفا کے نمونے دکھانے کی کوشش کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ان لوگوں میں دین میں مضبوطی پیدا ہوئی ہے۔ دین سے ایک خاص تعلق پیدا ہوا ہے۔ لیکن جو باہر کی رہنے والی ہیں ان کو بھی اپنی بھرپور کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے اخلاص و وفا کے اس تعلق میں بڑھتی چلی جائیں۔

حضور نے فرمایا کہ مَیں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں اور اس مضمون کے خط مجھے مسلسل آ رہے ہیں کہ پاکستان میں حالات کی خرابی کی وجہ سے عورتوں کو مساجد میں آنا آج کل روکا ہوا ہے۔ اور ان کی، لجنہ کی تنظیم کی activities جو ہیں ان کو بڑا low profile میں رکھا ہوا ہے، بہت محدود کر دیا گیا ہے۔ تو کہتی ہیں کیا عورت کی جان مرد سے زیادہ قیمتی ہے، کیا عورت کو شہید ہونے کا حق نہیں ہے؟ ہمیں اپنی activities کرنے کی، آزادانہ طور پر activities کرنے کی آزادی اور اجازت دی جائے۔ اور اس کے لئے ہمیں کوئی پرواہ نہیں کہ ہماری جان بھی جاتی ہے تو چلی جائے۔ بلکہ یہ لکھتی ہیں کہ مرد تو شاید ہمارے سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں کہ وہ گھر کے کمانے والے ہیں لیکن بہرحال عورت کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ اگلی نسلوں کی تربیت گاہ عورت ہی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان عورتوں کو بھی پیغام دیتا ہوں کہ عقل سے چلنا بھی بہت ضروری ہے۔ عورت کی عزت عصمت اور تقدس انتہائی ضروری چیز ہے۔ اور مردوں کا کام ہے کہ اس کی حفاظت کریں اس لئے یہ احتیاطیں ہم کر رہے ہیں لیکن جب ضرورت پڑے تو پھر عورت کو بھی خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے۔ پھر وہی نمونے دکھانے چاہئیں جو نمونے ہمیں قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے دکھائے تھے۔ ان صحابیات نے دکھائے تھے۔ یا اس زمانہ میں بھی ہمیں بعض مثالیں اس کی ملتی ہیں۔ مجھے خط آتے ہیں کہ ہم بھی ''خولہ'' بن کر دکھائیں گی۔ مجھے خط آتے ہیں کہ ہم بھی ''امّ عمّارہ'' بن کر دکھائیں گی۔ اللہ کرے کہ یہ جذبے ہمیشہ زندہ رہیں۔ لیکن احتیاطیں جو کی جا رہی ہیں اس کی بہرحال پابندی کرنی ضروری ہے۔ یہاں جو آپ لوگ آزاد رہ رہے ہیں اپنی اس آزادی کو بھی اس طریق پر استعمال کریں کہ ہر عورت اور ہر لڑکی یہ سمجھے کہ آج اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی ذمہ داری صرف اور صرف میری ہے۔ اور میں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کے ساتھ اس حفاظت کا حق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی ہے۔ اپنے علم اور روحانیت میں اضافہ کرنا ہے اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھنا جب تک اسلام کا جھنڈا تمام دنیا پر نہ گاڑ لوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ دعا کر لیں۔

اس نہایت ہی دلگداز خطاب کے بعد حضور ایدہ اللہ نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی۔ حضور انور کا یہ خطاب انصاراللہ یوکے کی اجتماع گاہ میں بھی براہ راست سنا گیا اور وہ بھی اس اجتماعی دعا میں شامل ہوئے۔

بقیہ:رپورٹ دورہ آئر لینڈ از صفحہ نمبر 16

✿......**سیکرٹری صاحب اشاعت** نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ پہلے رسالہ ریویو آف ریلیجنز کا کوئی خریدار نہ تھا۔ اب 20 ممبران نے یہ رسالہ لگوالیا ہے ۔حضور نے فرمایا عاملہ کے ممبران سے بھی کروائیں۔

جماعت آئر لینڈ کے جماعتی رسالہ کے بارہ میں بتایا کہ رسالہ ''النور'' اردو اور انگریزی میں شائع کیا جاتا ہے۔

✿......**سیکرٹری صاحب وقف نو** نے اپنی رپورٹ پیش کی کہ آئر لینڈ میں واقفین نو بچوں کی تعداد 24 ہے جن میں سے چار پندرہ سال سے اوپر ہیں۔حضور انور نے فرمایا جو سیکنڈری تعلیم مکمل کر کے کالج جا رہے ہیں ان کا جائزہ لیں ۔آگے وہ کیا مضامین اور کیا پروفیشن لے رہے ہیں ۔کیا انہوں نے اپنے پروفیشن کے بارہ میں مرکز سے پوچھ لیا ہے اور کیا انہوں نے وقف فارم پُر کر دیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا ان کی کونسلنگ کریں ۔ان کو گائیڈ کریں کہ کونسا پروفیشن لینا ہے جس کی جماعت کو ضرورت ہے۔ حضور انور نے فرمایا آپ کا وقف نو ڈیپارٹمنٹ باقاعدہ لندن دفتر سے اپنا رابطہ رکھے۔

✿......**سیکرٹری صاحب جائیداد** کو حضور انور نے فرمایا اب مسجد تعمیر ہوگی تو آپ کی جائیدادوں کی تعداد تین ہو جائے گی۔

✿......**سیکرٹری صاحب امور خارجہ** کو ہدایت دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اُن ججز سے بھی رابطہ رکھیں جو اسائیلم سیکرز کے کیس کرتے ہیں۔ جو پریس ریلیز اور پرسی کیوشن کی رپورٹیں آتی ہیں وہ ان ججز کو دیا کریں۔ ان کو مواد مہیا کریں اور ان سے رابطہ رکھیں۔

✿......حضور انور نے جنرل سیکرٹری صاحب کو ہدایت فرمائی کہ آپ کی باقاعدہ ماہانہ رپورٹ آنی چاہئے۔

نیشنل مجلس عاملہ آئر لینڈ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ میٹنگ رات پونے نو بجے تک جاری رہی۔ بعد میں مجلس عاملہ کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اجتماعی گروپ فوٹو کی سعادت پائی۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں ۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

اخبارات میں کوریج

سنگ بنیاد کی تقریب کے سلسلہ میں ہوٹل Clayton میں منعقد ہونے والی Civic Reception کو آئر لینڈ کے نیشنل اور مقامی اخبارات نے کوریج دی۔

✿......**ملک کے نیشنل اخبار The Irish Times نے اپنی 18/ستمبر 2010ء کی اشاعت میں لکھا:**

''احمدیہ مسلم جماعت کے عالمی سربراہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے گالوے (Galway) کی پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ Baly Brit میں بننے والی ''مسجد مریم'' کے دروازے تمام مذاہب کے عبادت گزاروں کے لئے کھلے رہیں گے ۔اس بات کا اظہار کل رات آئرش احمدیہ مسلم جماعت نے کیا۔ احمدیہ کمیونٹی کے سینکڑوں احباب نے سنگ بنیاد کی تقریب میں شرکت کی جس کے بعد دعا کی گئی اور ایک Civic Reception کا اہتمام کیا گیا۔

کل رات Clayton ہوٹل میں ہونے والی تقریب میں اعلیٰ حکام، افسران اور سیاستدانوں کے علاوہ بشپ آف گالوے ڈاکٹر مارٹن Drennan نے شرکت کی۔

آئر لینڈ میں مسلمان تیسرے بڑے مذہب کی صورت میں موجود ہے۔ اور گالوے میں تقریباً تین ہزار مسلمان ہیں ۔احمدی اگرچہ اقلیت میں ہیں لیکن باقی مسلمانوں کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں۔

اخبار نے لکھا کہ احمدیہ مسلم جماعت کی بنیاد 1889ء میں حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے رکھی اور یہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ پوری دنیا میں احمدیوں کی تعداد دوسو ملین ہوسکتی ہے۔ جن میں اکثریت افریقہ کے ممالک میں، پاکستان اور انڈونیشیا میں ہے۔ برطانیہ میں ان کی تعداد تیس ہزار ہے جب کہ شمالی امریکہ میں پندرہ ہزار ہے۔

یہ کمیونٹی مذہب اور ریاست کی علیحدگی پر یقین رکھتی ہے اور یہ اعلان کرتی ہے کہ یہ زمانہ جہاد بالسیف کا نہیں بلکہ جہاد بالقلم کا ہے۔

1974ء میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے احمدیوں کو تنہا کرنے کے لئے قانون میں تبدیلی کی اور دس سال بعد پاکستان کے سربراہ جنرل ضیاء الحق نے احمدیوں کو خود کو مسلمان کہلانے پر پابندی لگا دی جس کے نتیجہ میں کمیونٹی کو اپنا مرکز لندن میں منتقل کرنا پڑا۔ پاکستان میں اس وقت سے مسلسل احمدیوں پر حملے کئے جاتے ہیں اور 93 لوگوں کو اس سال مئی میں دو مساجد پر حملہ کے دوران ہلاک کیا گیا۔

اس مہینہ کے شروع میں پاکستان میں ایک احمدی مسجد پر گرنیڈ سے حملہ کیا گیا جس کے نتیجہ میں ایک احمدی ہلاک ہوا۔ گزشتہ ماہ ایک پاکستانی احمدی کو جو کہ امریکن شہریت کے حامل تھے اور اپنی احمدیہ کمیونٹی کے عہدیدار تھے پاکستان کے شہر سانگھڑ میں گولی مار کر شہید کیا گیا۔

اخبار نے مزید لکھا کہ احمدیہ مسلم جماعت کے عالمی سربراہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے گالوے میں مسجد کی جگہ میں پہلی اینٹ رکھی ۔ان کی اہلیہ اور دیگر احباب نے بھی اس جگہ پر اینٹیں رکھیں ۔اس تقریب سے کچھ گھنٹے قبل خلیفہ صاحب نے خطبہ ارشاد فرمایا جو کہ گالوے (Galway) سے تمام دنیا کے بسنے والے احمدیوں کے لئے براہ راست نشر کیا گیا''۔

یہ اخبار "The Irish Times" آئر لینڈ میں سب سے زیادہ پڑھا جانے والا اخبار ہے اور اس کے ذریعہ لکھوکھہا لوگوں میں حضور انور کا پیغام پہنچا اور احمدیت کا تعارف ہوا۔

ہمارے ایک احمدی ڈاکٹر مشہود احمد صاحب کو ڈبلن سے ایک کنسلٹنٹ ڈاکٹر نے فون کر کے بتایا کہ اس نے اخبار میں مسجد کے سنگ بنیاد کی خبر پڑھی ہے اور کہا کہ ہم نے آج تک کبھی بھی کسی مذہبی لیڈر سے قلم کے جہاد کے بارہ میں نہیں سنا تھا اور نہ ہی ہمیں علم تھا کہ یہ بھی جہاد کے معانی ہوسکتے ہیں۔ یہ تو بہت اعلیٰ اسلامی تعلیم ہے۔

✿......**اخبار "Galway Advertiser" نے اپنی 23/ستمبر 2010ء کی اشاعت میں اس تقریب کو کوریج دیتے ہوئے لکھا:**

''اہالیان گالوے کے لئے خلیفۃ المسیح کا پیغام کہ نئی احمدیہ مسجد امن وسلامتی کی علامت بن جانی چاہئے''۔

''احمدیہ مسلم جماعت کی نئی مسجد جو کہ BallyBrit میں تعمیر ہو رہی ہے۔شہر والوں کے لئے امن وسلامتی کی علامت اور گالوے کے رہنے والوں کے درمیان بھائی چارے کی فضا قائم کرنے والی جگہ ہونی چاہئے۔

ان خیالات کا اظہار جماعت احمدیہ عالمگیر کے خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے کیا جو یہاں گالوے میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔

خلیفۃ المسیح جو کہ عالمگیر جماعت ہائے احمدیہ کے سربراہ ہیں گزشتہ جمعہ کے روز گالوے (Galway) میں نئی مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے تشریف فرما تھے جو کہ BallyBrit میں Monivea Road پر تعمیر ہو رہی ہے۔

اسی شام آپ نے Clayton ہوٹل میں ایک استقبالیہ میں جو شہریوں کے اعزاز میں منعقد کیا گیا تھا خطاب فرمایا ۔ اس استقبالیہ میں سیاستدانوں ،مذہبی رہنماؤں ،جماعت احمدیہ کے اراکین اور ان کے بعض جاننے والوں نے جو گزشتہ چند سالوں کے دوران ان کے دوست بن چکے ہیں شمولیت کی۔

اپنے خطاب میں حضرت خلیفۃ المسیح نے مذہب کی آڑ میں کئے جانے والے تشدد کی پُر زور مذمت کی اور اس بات پر زور دیا کہ مختلف مذاہب کے لوگوں کو آپس میں بیٹھ کر افہام وتفہیم کی راہ ہموار کرنی چاہئے۔آپ نے فرمایا کہ کوئی بھی بدی خواہ وہ بظاہر کتنی ہی حقیر کیوں نہ نظر آ رہی ہو جب دوسرے کے جذبات کو مجروح کرتی ہے تو پھر وہ انتہائی اہمیت اختیار کر جاتی ہے۔

BallyBrit میں تعمیر ہونے والی یہ مسجد ''مسجد مریم'' کہلائے گی تا مقدس مریم کی یادگار ہو۔ اور تقدس مآب خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ انہیں بہت امید ہے کہ انشاء اللہ یہ مسجد امن اور محبت کی علامت بن جائے گی۔ اور یہ گالوے کے مختلف طبقات کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کا ذریعہ ثابت ہوگی۔ گالوے کے رہنے والے اسلام کے اصل پیغام کو پائیں گے اور وہ دیکھیں گے کہ یہی وہ مذہب ہے جو صحیح معنوں میں انسانی اقدار کو قائم کرتا ہے اور جماعت احمدیہ کے افراد ان انسانی اقدار کے صحیح نمونے ہیں۔

اخبار نے مزید لکھا کہ خلیفۃ المسیح نے حال ہی میں نیویارک میں گراؤنڈ زیرو کے مقام پر ایک مسجد کی مجوزہ تعمیر پر بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا جہاں پہلے کسی وقت دو عظیم الشان فلک بوس عمارتیں کھڑی تھیں ۔آپ نے فرمایا کہ معصوم لوگوں کی جانیں لینا اسلام کی تعلیمات کے کلیۃً برخلاف ہے۔ اور ستمبر گیارہ کا واقعہ ایک بھیانک ظلم تھا۔ اگر گراؤنڈ زیرو پر مسجد تعمیر کرنی ہے تو پھر صرف ایک مسجد ہی کیوں؟ اس کے ہمراہ وہاں پھر ایک چرچ اور ایک یہودی معبد اور دوسری مذہبی عبادت گاہیں تعمیر ہونی چاہئیں تا تمام مذاہب کے درمیان ایک اعتماد اور رواداری کی فضا قائم ہو۔

آپ نے فرمایا کہ احمدیہ نقطہ نگاہ یہ ہے کہ تمام مسائل کا حل پُرامن طریقوں سے ہونا چاہئے۔ آپ نے احمدیہ تعلیمات کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں''۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے اس بات پر بھی زور دیا کہ ریاست اور مذہب کے ادارے اپنی اپنی جگہ الگ الگ اور آزادانہ ہونے چاہئیں اور فرمایا کہ آپس کے تنازعات اور اختلافات کو دور کرنے کے لئے تشدد کا راستہ نہیں اپنانا چاہئے۔

آپ نے فرمایا کہ موجودہ زمانہ کے حالات ایک قتال پر مبنی جہاد کے متقاضی نہیں ہیں لہذا آپ نے مسلمانوں کو قلم کے جہاد کی طرف دعوت دی جس میں عقل اور دلائل کے استعمال پر زور دیا۔ آپ نے Richard Dawkins وغیرہ جیسے بعض نکتہ چینوں کے اعتراضات کا بھی جواب دیا جس میں مذہب کو فساد کی جڑ قرار دیا جاتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ مذہب کے مخالفین کہتے ہیں کہ مذہب دنیا میں اختلافات اور جنگوں کو جنم دیتا ہے لیکن اگر آپ ان وجوہات پر غور کریں کہ جنگیں کیوں شروع ہوتی ہیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جنگوں کی ابتدا سیاسی مقاصد کی بنا پر اور سرحدوں کی توسیع کی حرص کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور یہ دراصل نتیجہ ہوتی ہے ہمسایہ ممالک کے تمام وسائل پر قبضہ کرنے کی خواہش کا یا پھر قومی یا قبائلی تنازعات کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ علاوہ اس کے آپ نے مسلمانوں کو اسلام کے متعلق منفی تأثرات کے دور کرنے کے لئے غیر معمولی کوششوں کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے مغربی ممالک کے لوگوں کو بھی توجہ دلائی کہ وہ تمام مسلمانوں کو ایک پلڑے میں تولنے کی کوشش نہ کریں۔

خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ میری درخواست یہ ہے کہ آپ کسی بھی مسئلہ پر اپنی کوئی رائے قائم کرنے سے پہلے اس کو تمام زاویوں سے ضرور جانچ لیا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو حقیقت کے متلاشی ہیں وہ بہر حال سچائی کو اور اصل حقیقت کو تحقیق کے بعد ہی حاصل کر سکیں گے اور اس پر بہر حال وقت اور کوشش ضرور خرچ ہوگی۔''

اس اخبار نے اپنی اشاعت میں دو تصاویر بھی شائع کیں ۔ایک تصویر میں حضور انور مسجد مریم کا سنگ بنیاد رکھ رہے ہیں جب کہ دوسری تصویر میں ہوٹل Clayton میں ہونے والی تقریب میں حضور انور حاضرین سے خطاب فرما رہے ہیں۔ (باقی آئندہ)

✿✿✿✿✿✿✿

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت ملک عطاءاللہ صاحبؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 7 نومبر 2008ء میں مکرم اویس ربّانی صاحب نے اپنے مضمون میں حضرت ملک عطاءاللہ صاحب کی سیرۃ پر روشنی ڈالی ہے۔

حضرت ملک عطاء اللہ صاحبؓ 1882ء میں گجرات میں پیدا ہوئے۔ والد ملک محمد رمضان لکڑی کے بہت بڑے بیوپاری اور گجرات شہر کے رئیس تھے۔ آپ کا خاندان علماء کا خاندان تھا۔ آپ نے مذہبی تعلیم اپنے تایا حافظ محمد حیات صاحب ملک سے حاصل کی جو اولاد نہ ہونے کی وجہ سے آپ کے ساتھ بہت محبت کرتے تھے۔ ابتدائی تعلیم مشن سکول گجرات میں حاصل کی۔ لاہور میں میڈیکل کالج کے طالب علم تھے کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور تعلیم کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔

اپنی قبول احمدیت کے بارہ میں آپؓ لکھتے ہیں کہ میرے پھوپھا مولوی میر احمد شاہ صاحب سکول میں ٹیچر تھے اور اکثر حضرت صاحب کی عربی کتابیں پڑھا کرتے تھے۔ ایک روز غالباً ''نورالحق'' پڑھ رہے تھے کہ میں نے پوچھا کہ مرزا صاحب نے ان کتابوں میں کیا لکھا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ مرزا صاحب نے اپنی ہر کتاب میں اپنے دعویٰ کو دوہرایا ہے اگر دلائل دیکھیں تو پیش نہیں جاتی۔ اُن کے یہ الفاظ مجھ پر اس رنگ میں اثر انداز ہوئے کہ میں حیرت میں پڑ گیا اور خیال کیا کہ اتنا بڑا عالم ہوکر مانتا بھی نہیں اور یہ بھی سمجھتا ہے کہ ان کے دلائل کا جواب نہیں۔

ہسپتال میں دو شخص احمدی تھے۔ میری ان سے گفتگو ہوئی تو میں قائل ہوگیا کہ مرزا صاحب سچے ہیں۔ ہماری برادری میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی چچازاد بہن عائشہ کی شادی ہوئی تھی۔ میں اس کے پاس اکثر آیا جایا کرتا اور وہ ہمیشہ مجھے بیعت کے لئے تحریک کیا کرتی تھی۔ ایک روز میں اور اس کا خاوند دونوں بیٹھک میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اُس نے دو پوسٹ کارڈ بھجوائے کہ دونوں بیعت کا خط لکھ دو۔ ہم دونوں نے اُسی وقت بیعت کے خط لکھ دیئے۔ قبولیت بیعت کا خط حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کے قلم کا لکھا ہوا ہمیں موصول ہوا۔

مقدمہ کے سلسلہ میں حضرت صاحب جہلم تشریف لے گئے تو میں اسی گاڑی میں سوار ہوگیا۔ ہر سٹیشن پر بے شمار ہجوم ہوتا تھا۔ جہلم میں بہت بھیڑ تھی۔ عدالت کے سامنے میدان میں حضرت مسیح موعود کیلئے ایک کرسی بچھائی گئی اور اردگرد احباب کا حلقہ تھا۔ حضورؑ نے فرمایا کہ میرے لیے آسمان نے بھی گواہی دی اور زمین نے بھی گواہی دی مگر یہ لوگ نہیں مانتے۔ فرمایا: مانیں گے اور ضرور مانیں گے بلکہ میرے مرنے کے بعد میری قبر کی مٹی کھود کر کھا جائیں گے اور کہیں گے کہ اس میں برکت ہے مگر اس وقت کیا ہوگا۔

جب مر گئے تو آئے ہمارے مزار پر
پتھر پڑیں صنم تیرے ایسے پیار پر

حضرت صاحب کا یہ فرمانا تھا کہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب اور عجب خان صاحب زار زار رونے لگے۔

جہلم کے سفر کے دوران آپؓ کو دستی بیعت کا بھی شرف حاصل ہوگیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات پر آپ نے فوراً خلافت ثانیہ کی بیعت کرلی۔ آپ موصی تھے اور تحریک جدید کا چندہ مکمل ادا کرنے پر السابقون الاولون کی فہرست میں شامل تھے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا دیا ہوا سرٹیفیکیٹ بھی آپ کے پاس تھا۔

حضرت ملک صاحبؓ وجیہ اور بارعب چہرہ کے مالک تھے۔ بہت نفاست پسند تھے۔ نماز تہجد کے سختی سے پابند تھے۔ امام الصلوٰۃ کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ نماز تہجد کے بعد خوش الحانی سے تلاوت کرنا اور نماز فجر کے بعد چھ میل سیر کرنا آپ کا معمول تھا۔ قیام پاکستان سے قبل گجرات میں مسلم لیگ کے ایک جلسے میں قائداعظم محمد علی جناح کی موجودگی میں آپؓ نے تلاوت کی تو حاضرین کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ قائداعظم نے آپ کا نام پوچھا اور کہا کہ آج تک میں نے ایسا خوش الحان قاری نہیں دیکھا۔

درّثمین اردو، فارسی، عربی کی اکثر نظمیں آپ کو زبانی یاد تھیں۔ کلام محمود کا خاصا حصہ بھی آپ کو یاد تھا۔

ملازمت کے سلسلہ میں آپ کا قیام ہندوستان کے بیشتر مقامات میں رہا۔ نیز ایران، عراق، شام، چین (ہانگ کانگ) اور برما وغیرہ میں بھی مقیم ہوئے۔ فرانس جانے کا بھی آپؓ کو اتفاق ہوا۔ ہر جگہ دعوت الی اللہ کرنے کی توفیق پائی۔ پشاور میں قیام کے دوران سیکرٹری دعوت الی اللہ اور نشر و اشاعت بھی رہے۔ ''وفات مسیح ناصری'' (ایک سو صفحات) اور ''راہ نجات'' وغیرہ رسائل تصنیف کئے۔ مسجد کی تعمیر کے لئے نقد کے علاوہ بیوی کا تمام زیور پیش کردیا۔

گجرات میں مختلف شعبہ جات کے سیکرٹری رہنے کے علاوہ نائب و قائم مقام امیر ضلع گجرات کی حیثیت سے بھی کام کیا۔ امرتسر میں آپ کا قیام اسی محلے میں تھا جس میں مشہور احراری لیڈر عطاء اللہ شاہ بخاری رہتے تھے۔ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ محلّہ کا کنواں پلید ہوگیا ہے کیونکہ مرزائی اس سے پانی بھرتا ہے۔ اسے پانی بھرنے سے روکو! آپ نے پانی سے روکنے والوں کا بڑی بہادری سے مقابلہ کیا۔

ایک دفعہ آپؓ کو کسی گاؤں میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں کی مسجد کے دروازہ پر تالا لگا ہوا تھا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ اس مسجد کو آسیب زدہ سمجھا جاتا ہے۔ آپؓ نے تالا کھولا، وضو کیا اور نماز بھی پڑھی۔ آپ کی دیکھا دیکھی یہ مسجد دوبارہ آباد ہوگئی۔ آپ ایک عالم باعمل تھے۔ پنجابی، اردو، انگریزی، فارسی، عربی، پشتو چھ زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ کئی علاقائی زبانیں بھی جانتے تھے۔ پنجابی، اردو، فارسی میں شعر بھی کہتے تھے۔ تخلص شاکر تھا۔ بہت خوشخط تھے، کئی انعامات حاصل کئے۔

1934ء کے بعد لاکھوں روپے کی جائیداد آپ سے چھن گئی اور ذاتی جمع کردہ سرمایہ مقدمہ بازی میں ختم ہوگیا۔ اس نقصان سے آپ کی طبیعت روحانیت کی طرف زیادہ مائل ہوگئی اور دنیاداری سے نفرت ہو گئی۔ آپ جب نوکری چھوڑ کر آئے تو آپ کے افسر نے آپ کو روکنے کی بہت کوشش کی اور کہا کہ میں نے رپورٹ میں لکھا ہے کہ میرے سارے عملے میں عطاء اللہ جیسا قابل شخص کوئی نہیں اور آپ کا نام خان بہادری کے خطاب کے لئے بھیج چکا ہوں۔ بعدازاں آپ کو قلات میں وزارت اور ایران میں نائب سفارت کی پیشکش ہوئی مگر آپ نے قبول نہ کیں۔

اگر غصہ آتا تو فوراً اُتر بھی جاتا اور خواہ کتنا بڑا قصور کیوں نہ سرزد ہو آپ فوراً معاف کر دیا کرتے تھے۔ آپ قانع اور صابر شاکر تھے جو مل جاتا کھا لیتے۔ کتنی ہی قیمتی چیز ضائع ہوجاتی، انّاللہ پڑھ کر خاموش ہوجاتے اور پھر اُس کا ذکر نہ کرتے۔

حضرت شیخ اللہ بخش صاحبؓ آف بنوں

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 19 نومبر 2008ء میں مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کے قلم سے حضرت شیخ اللہ بخش صاحبؓ آف بنوں کا ذکر خیر شامل اشاعت ہے۔

حضرت شیخ اللہ بخش صاحب ولد شیخ مراد بخش صاحب قوم ٹھاکر بنوں صوبہ سرحد کے رہنے والے تھے تقریباً 1883ء میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے والد صاحب کی دوسری اولاد تھے جو پہلے بیٹے کے بارہ سال سے بھی زائد عرصہ کے بعد پیدا ہوئے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد محکمہ ایکسائز میں انسپکٹر متعین ہوئے۔ نوجوانی میں عیسائیت کے مطالعہ سے اسلام کے بارہ میں شبہات میں گھر گئے۔ لیکن جب حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی آپ تک پہنچے اور آپ نے احمدیت قبول کرلی۔

اپنی قبول احمدیت کے حوالہ سے آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ 1905ء کے آخر میں وانون میں ملازمت کے دوران مجھے ڈاکٹر علم الدین صاحب گجراتی سے بدر اخبار کے کچھ پرچے دیکھنے اور حضرت مسیح کی وفات کے دلائل سننے کا اتفاق ہوا اور جونہی مسیح کی وفات مجھ پر ثابت ہوگئی میں نے بغیر کسی توقف کے فوراً بیعت کا خط لکھ دیا۔ میرے احمدی ہونے پر والد صاحب نے کچھ ناراضگی کا خط لکھا جس پر ان کو اُن کی وہ دعا یاد کرائی گئی جو انہوں نے میری پیدائش سے پہلے کی تھی کہ ''اے ارحم الراحمین و وہّاب خدا! جس طرح تو نے (حضرت) ابراہام کی بڑھاپے میں آواز سنی اور اس کو اولاد دی میری فریاد بھی سن اور اولاد نرینہ عطا فرما''۔ یہ دعا قبول ہوئی اور میری پیدائش ہوئی۔ میں نے اس دعا کو یاد کراتے ہوئے لکھا کہ آپ کی دعا کی حقیقی قبولیت اب ہوئی ہے جبکہ خدا نے اپنے فضل سے مجھے ہلاکت کے گڑھے سے نجات بخش کر اپنے مامور کی غلامی کا شرف بخشا ہے۔ اپریل 1906ء میں میں نے قادیان میں حاضر ہوکر مسجد مبارک میں حضور کے دست مبارک پر بیعت کی۔ جب میری نظر پہلی بار حضرت اقدسؑ پر پڑی تو مقدس، وجیہہ اور پُرشوکت وجلال پیرمرد دیکھ کر لرزہ طاری ہوگیا اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی جاری ہوگئی۔ بیعت کے بعد دوسرے دن میں واپس آگیا۔

پھر 1907ء کے موسم گرما میں والد صاحب امرتسر آئے اور بیمار تھے تو اُن کو قادیان لایا اور حضور کے ساتھ تعارف کرا کر اُن کی صحت کے واسطے عرض کی گئی، یہ بھی کوشش تھی کہ وہ بیعت کرلیں گے لیکن افسوس کہ وہ اس نعمت سے محروم رہے۔ حضورؑ نے دعا کی اور مولوی نورالدین صاحب سے نسخہ لینے کی بھی ہدایت فرمائی چنانچہ نسخہ لینے کے بعد ہم واپس امرتسر چلے گئے۔ افسوس کہ مجھے حضرت جری اللہ کا دیکھنا پھر نصیب نہ ہوا اور مجھ پر وہ دن سخت تلخ تھا جبکہ حضور کے وصال کی خبر اخبار کے ذریعہ مجھے بنوں میں پہنچی۔

حضرت شیخ اللہ بخش صاحبؓ خلافت حقہ کے ساتھ وابستہ رہے اور 1936ء میں ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد ہجرت کرکے قادیان آگئے۔ یہاں محلّہ دارالرحمت میں سکونت پذیر ہوئے اور خدمت دین کی توفیق پاتے رہے۔ قیام پاکستان پر آپؓ اپنے آبائی شہر بنوں چلے گئے اور وہیں 22 دسمبر 1956ء کو بعمر 73 سال وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ آپ موصی تھے اور احمدیت کا ایک عملی نمونہ تھے۔ خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے ازحد محبت تھی اور نظام سلسلہ کا احترام اس قدر تھا کہ وہ اس کے خلاف کوئی بات برداشت نہ کر سکتے تھے، تبلیغ کا جذبہ بھرا ہوا تھا، مہمان نوازی میں وہ اپنی نظیر آپ تھے۔ بنوں میں افغانستان کے علاقہ خوست کے احمدی احباب، مربیان اور مرکزی نمائندے اور ملازم پیشہ احباب ہندوستان کے مختلف صوبوں سے آتے تھے، وہ سب کے سب شیخ صاحب کے ہاں فروکش ہوتے تھے۔ جو اُن کی رہائش کا انتظام کرتے اور ان کی خوراک اور ہر قسم کے آرام کا بےحد خیال رکھتے تھے۔

1944ء میں جناب خانصاحب نعمت اللہ خانصاحب برج انسپکٹر بمقام میدک ایک پل بنانے کے سلسلہ میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ کسی احمدی دوست نے اُن کو ایک پمفلٹ دیا جس سے اُن کی توجہ احمدیت کی طرف مبذول ہوگئی اور مزید تحقیق کے لیے وہ دو تین ماہ تک بمعہ تین چار احباب ہر ہفتہ کو تشریف لاتے رہے اور تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ بالآخر اُن سب احباب نے بیعت کرلی۔

حضرت شیخ اللہ بخش صاحب کی پہلی اہلیہ کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ 1919ء میں دوسرا نکاح کیا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس کے بعد پہلی اہلیہ سے ہی تین بچے پیدا ہوئے۔

رسالہ ''احمدیہ گزٹ'' کینیڈا اکتوبر تا دسمبر 2008ء میں شامل اشاعت مکرم انصر رضا صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

جری اللہ فی حلل الانبیاء ہے
وہ سب ادوار کا اک آئینہ ہے
وہ تھا اک راز پوشیدہ دلوں میں
وہ بن کے آرزو پلتا رہا ہے
بنے ہے آگ پھر گلزار اُس پر
کفر مبہوت ہوتا جارہا ہے
مسیحا نفس ہے ہر سانس اُس کی
مثیلِ ابنِ مریم آرہا ہے
مثال بیج وہ بویا گیا تھا
تناور پیڑ بنتا جارہا ہے
جڑیں مضبوط شاخیں آسماں میں
وہ طیب شجر ہے اور چھا رہا ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

5th November 2010 – 11th November 2010

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or +44 20 8875 4273

Friday 5th November 2010

00:05 MTA World News & Khabranama
00:40 Tilawat
00:55 Insight & Science and Medicine Review
01:30 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 17th May 1995.
02:35 Historic Facts
03:05 MTA World News & Khabranama
03:55 Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th December 1994.
05:00 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
05:20 Huzur's Jalsa Salana Address
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Historic Facts
06:55 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:20 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:30 Siraiki Service
09:15 Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to allegations made against the Jama'at.
10:15 Indonesian Service
11:10 Seerat Sahaba Rasool
12:00 Live Friday sermon
13:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
13:30 Zinda Log
14:00 Bengali Service
15:00 Real Talk
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:15 Friday Sermon [R]
17:30 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor on 29th June 2003.
18:00 MTA World News
18:30 Live Arabic Service
20:35 Friday Sermon [R]
21:45 Insight & Science and Medicine Review
22:15 MTA Variety
22:50 Reply to Allegations [R]

Saturday 6th November 2010

00:00 MTA World News & Khabranama
00:30 Tilawat
00:45 International Jama'at News
01:15 Liqa Ma'al Arab: rec. on 18th May 1995.
02:20 MTA World News & Khabranama
02:55 Friday Sermon: rec. on 5th November 2010.
04:00 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:25 Rah-e-Huda
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 International Jama'at News
07:10 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:45 Huzoor's Jalsa Salana Address
08:45 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recoded on 14th April 1984.
09:30 Yassarnal Qur'an
09:50 Friday Sermon [R]
11:00 Indonesian Service
12:00 Tilawat
12:10 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:50 Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
13:55 Bangla Shomprochar
14:55 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
16:10 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:25 Live Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Live Arabic Service
20:30 International Jama'at News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:15 Rah-e-Huda [R]
23:45 Friday Sermon [R]

Sunday 7th November 2010

01:00 MTA World News & Khabranama
01:35 Tilawat
01:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 6th June 1995.
02:45 Khabarnama: daily news in Urdu.
03:05 Friday Sermon: rec. on 5th November 2010.
04:15 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:55 Faith Matters
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
07:30 Zinda Log
07:50 Faith Matters
09:00 Huzoor's Jalsa Salana Address
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon. Recorded on 28th September 2007.
12:00 Tilawat
12:10 Yassarnal Qur'an
12:25 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:55 Friday Sermon [R]
14:00 Bengali Service
15:30 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
16:35 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:55 Faith Matters [R]
17:55 Yassarnal Qur'an [R]
18:15 MTA World News
18:30 Live Arabic Service
20:35 MTA Variety
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:10 Friday Sermon [R]
23:10 Ashab-e-Ahmad

Monday 8th November 2010

00:00 MTA World News & Khabranama
00:30 Tilawat
00:40 Yassarnal Qur'an
00:55 International Jama'at News
01:30 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
01:50 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra).
03:05 MTA World News & Khabranama
03:40 Friday Sermon: rec. on 5th November 2010.
04:55 Faith Matters
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 International Jama'at News
07:10 Zinda Log
07:45 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:50 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 31st January 1999.
09:50 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon.
10:50 MTA Variety
11:45 Tilawat
12:00 International Jama'at News
12:30 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon: rec. on 23rd October 2009.
15:05 MTA Variety [R]
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 8th June 1995.
20:35 International Jama'at News
21:10 Rah-e-Huda [R]
22:40 Friday Sermon [R]
23:50 MTA World News

Tuesday 9th November 2010

00:10 Khabarnama
00:25 Tilawat
00:35 Insight & Science and Medicine Review
01:10 Liqa Ma'al Arab: rec. on 8th June 1995.
02:25 MTA World News & Khabranama
03:00 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 31st January 1999.
04:00 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:45 Dars-e-Hadith
05:10 Huzoor's Jalsa Salana Address
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:25 Science and Medicine Review & Insight
07:00 Zinda Log
07:30 Al-Mahdi Mosque Innauguration
08:00 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:10 Question and Answer Session: recorded on 6th July 1984.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon.
12:00 Tilawat
12:15 Dars-e-Malfoozat
12:30 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00 Science and Medicine Review & Insight
13:35 Bangla Shomprochar
14:35 Majlis Ansarullah UK Ijtema: an address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 26th September 2004.
15:05 Yassarnal Qur'an
15:30 Historic Facts
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:25 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:35 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 5th November 2010.
20:35 Science and Medicine Review & Insight
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:10 Majlis Ansarullah UK Ijtema [R]
22:40 Al-Mahdi Mosque Innauguration [R]
23:05 Real Talk

Wednesday 10th November 2010

00:00 MTA World News & Khabranama
00:35 Tilawat
00:45 Yassarnal Qur'an
01:05 Dars-e-Malfoozat
01:20 Liqa Ma'al Arab: rec. on 13th June 1995.
02:20 Learning Arabic
02:35 Al-Mahdi Mosque Innauguration
03:00 MTA World News & Khabranama
03:30 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:15 Question and Answer Session: recorded on 6th July 1984.
05:25 Majlis Ansarullah UK Ijtema: an address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 26th September 2004.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Art Class: with Wayne Clements.
07:05 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:25 MTA Variety
08:25 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:20 Question and Answer Session: recorded on 28th May 1984.
10:00 Indonesian Service
11:00 Swahili Service
12:00 Tilawat
12:10 Zinda Log
12:35 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) on 12th September 1986.
13:20 Bangla Shomprochar
14:25 Rah-e-Huda
15:55 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:25 Faith Matters
17:40 MTA World News
17:55 Arabic Service
19:05 Real Talk
19:45 Dars-e-Hadith
20:05 MTA Variety [R]
21:00 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
21:55 Huzoor's Jalsa Salana Address
23:05 From the Archives [R]

Thursday 11th November 2010

00:00 MTA World News & Khabranama
00:35 Tilawat
00:45 Dars-e-Hadith
01:05 Liqa Ma'al Arab: rec. on 14th June 1995.
02:10 MTA World News & Khabranama
02:40 Zinda Log: a documentary about the Martyrs of Ahmadiyyat.
03:00 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) on 12th September 1986.
03:25 Art Class: with Wayne Clements.
04:00 Huzoor's Jalsa Salana Address
06:00 Tilawat
06:15 Masih Hindustan Main: a discussion on the book by the Promised Messiah (as): 'Masih Hindustan Main'.
07:15 Zinda Log: the martyrs of Ahmadiyyat.
08:05 Faith Matters
09:10 English Mulaqat: question and answer session with Huzoor and English speaking guests, recorded on 12th June 1994.
10:20 Indonesian Service
11:20 Pushto Service
12:05 Tilawat
12:30 Zinda Log
13:05 Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, rec. on 5th November 2010.
14:05 Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21st December 1994.
15:05 Masih Hindustan Main [R]
16:05 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:25 Yassarnal Qur'an
16:50 English Mulaqat [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:30 Faith Matters [R]
21:40 Tarjamatul Qur'an class [R]
22:45 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 17 | Friday 29 October , 2010 | Issue No. 44

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ آئرلینڈ کی مختصر رپورٹ

نیشنل مجلس عاملہ آئرلینڈ کے ساتھ میٹنگ میں مختلف شعبہ جات کی مساعی کا جائزہ اور کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے اہم ہدایات۔

تبلیغ کا باقاعدہ پلان بنائیں۔ اگلے نو دس سال کے اندر سارے ملک کو پیغام پہنچانے کا ٹارگٹ بنائیں۔ Leaflets کی تقسیم اور بکسٹالز کے علاوہ ہر بڑے شہر میں سال میں دو تین سیمینارز کرنے چاہئیں۔ احمدی طلباء اپنی یونیورسٹیوں میں سیمینارز آرگنائز کر سکتے ہیں۔ لائبریریوں اور ہوٹلز میں قرآن کریم رکھوائیں۔

معصوم لوگوں کی جانیں لینا اسلام کی تعلیمات کے کلیۃً خلاف ہے۔ اگر نیویارک میں گراؤنڈ زیرو پر مسجد تعمیر کرنی ہے تو پھر صرف ایک مسجد ہی کیوں؟ دوسری مذہبی عبادتگاہیں بھی تعمیر ہونی چاہئیں۔ تا کہ تمام مذاہب کے درمیان اعتماد اور رواداری کی فضا قائم ہو۔

(آئرلینڈ کے اخبارات میں ''مسجد مریم'' کے سنگ بنیاد اور استقبالیہ تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ کے خطاب کی شاندار کوریج)

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

بقیہ: 18 ر ستمبر 2010ء بروز ہفتہ:

نیشنل مجلس عاملہ آئرلینڈ کے ساتھ میٹنگ

پروگرام کے مطابق آٹھ بجے نیشنل مجلس عاملہ آئرلینڈ کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔ حضور انور نے دعا کروائی۔

✿...... حضور انور کے دریافت فرمانے پر جنرل سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ اس وقت آئرلینڈ میں ہماری تین جماعتیں ہیں۔ ایسٹ، ویسٹ اور ساؤتھ ویسٹ۔ اور اس وقت جماعت کی مجموعی تعداد 260 ہے۔ حضور انور نے تینوں جماعتوں کے صدران سے تعارف حاصل کیا۔

✿...... **سیکرٹری صاحب تبلیغ** سے حضور انور نے بیعت کے ٹارگٹ کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ سیکرٹری تبلیغ نے بتایا کہ بیعت کا ٹارگٹ معین نہیں کیا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا جب تک ٹارگٹ معین نہ ہو آپ محنت نہیں کر سکتے۔ مقصد اور ہدف سامنے ہو تو کوشش ہوتی ہے۔ حضور انور نے فرمایا یہ تو ایسے ہی ہے جیسے پرندوں کے جھنڈ پر فائر کریں۔ کوئی آ گیا تو ٹھیک ہے ورنہ نہ سہی۔ حضور انور نے فرمایا: **تبلیغ کا باقاعدہ پلان بنائیں۔**

✿...... جماعت کے مختصر تعارف پر مشتمل **Leaflet** کی تقسیم کے بارہ میں حضور انور کی خدمت میں رپورٹ پیش ہوئی کہ ساٹھ ہزار کی تعداد میں ہمارے پاس تھے جس میں سے 17,200 تقسیم ہو چکے ہیں اور گھر گھر جا کر تقسیم کرنے کا ٹارگٹ ہے۔

حضور انور نے فرمایا: آئرلینڈ کی آبادی 4.5 ملین ہے۔ احمدیت کے بارہ میں کوئی نہیں جانتا۔ کل شام کے فنکشن میں میئر میرے ساتھ تھے وہ احمدیت کے بارہ میں سوال کرتے رہے۔ ان کو جماعت کا علم نہ تھا۔ ہمارے اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان فرق کے بارہ میں پوچھتے رہے۔ یہاں اس وقت یہ صورتحال ہے کہ 0.1 فیصد بھی احمدیت کے بارہ میں نہیں جانتے۔ حضور انور نے فرمایا کہ آپ صرف جماعت کا تعارف لوگوں کو کروا دیں۔ آغاز میں دو فیصد ٹارگٹ رکھیں اور ملک کی آبادی کے دو فیصد تک پیغام پہنچ جائے اس کے لئے آپ کو 90 ہزار Leaflet کی ضرورت ہوگی۔ یہ تیار کریں اور دو فیصد ٹارگٹ رکھ کر تقسیم کریں اور کام شروع کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جس طرح آپ کام کر رہے ہیں اس طرح تو پچاس سال لگ جائیں گے ملک کے ہر فرد تک پیغام پہنچاتے ہوئے۔ آبادی مزید بڑھے گی تو پچاس سال سے بھی زیادہ لگیں گے۔ **پس اگلے نو دس سال کے اندر اندر سارے ملک کو پیغام پہنچانے کا ٹارگٹ بنائیں۔** پہلے سال دو فیصد رکھیں۔ پھر اگلے سال بڑھالیں اور اس طرح سال بہ سال بڑھاتے چلے جائیں۔

حضور انور نے فرمایا: شہروں کے باہر جائیں تو وہاں آپ کو اچھا رسپانس ملے گا۔ باقاعدہ پلاننگ کریں اور پھر بھرپور کوشش کریں۔

✿...... حضور انور کی خدمت میں رپورٹ پیش کی گئی کہ Leaflet میں جماعت کے قیام کے سال کے اندراج میں غلطی ہے اس کو درست کرنا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: 20 عاملہ کے ممبر ہیں ایک دن میں 20 ہزار کر سکتے ہیں۔ ایک ہندسہ کی تصحیح کرنا ہے اس لئے یہ بہانہ قابل قبول نہیں ہے کہ لفظ کی تصحیح ہونے والی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اگر ہر ہفتہ نہیں تو ہر ماہ میں ایک دن عاملہ کے ممبرز اور ذیلی تنظیموں کی عاملہ 60 لوگ دو گھنٹے بھی دیں تو کل 120 گھنٹے ہوئے تو اس میں بہت سارا کام ہوسکتا ہے۔ اب مسجد کی تعمیر کے بعد تو آپ کو کرنا پڑے گا۔

حضور انور نے فرمایا: **Leaflet کی تقسیم اور بکسٹالز کے علاوہ آپ کو ہر بڑے شہر میں سال میں دو تین سیمینار کرنے چاہئیں۔ احمدی طلباء اپنی یونیورسٹیوں میں سیمینارز آرگنائز کر سکتے ہیں۔**

✿...... ہوٹلز میں قرآن کریم رکھوانے کے بارہ میں حضور انور کی خدمت میں رپورٹ پیش ہوئی کہ 45 ہوٹلز میں قرآن کریم رکھوائے گئے ہیں۔ حضور نے فرمایا اس بات کا جائزہ لیں کہ اگر ہوٹل کے ہر کمرہ کے لئے ممکن نہیں تو بعض کمروں میں یا جو **Luxury Rooms** ہوتے ہیں ان میں رکھوا دیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسی طرح لائبریریاں ہیں ان کو دو دو کاپیاں مہیا کر دیں۔ یہ آپ اپنے ریسورسز سے کر سکتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ لائبریریوں میں ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' بھی رکھوائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ڈبلن شہر میں ایک معروف ٹاپ کے ہوٹل کا انتخاب کر کے وہاں اپنے بجٹ کے مطابق قرآن کریم رکھوائیں۔

حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ انٹرفیتھ اور Peace سیمینار بڑے شہروں میں کریں۔

✿...... **سیکرٹری مال** نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ایک لاکھ 31 ہزار یورو ہمارا سالانہ بجٹ ہے اور جو احباب کمانے والے ہیں ان کی تعداد 80 ہیں اور یہاں آئرلینڈ میں عام ماہانہ انکم قریباً 1500 یورو ہے۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر بتایا گیا کہ چندہ عام کا بجٹ 35 ہزار یورو ہے اور چندہ وصیت کا بجٹ 70 ہزار یورو ہے اور موصیان کی تعداد 48 ہے جن میں 30 کمانے والے ہیں۔

حضور انور نے بڑی تفصیل سے جائزہ لینے کے بعد فرمایا کہ اگر آپ کوشش کریں تو آپ کا چندہ عام کا بجٹ مزید 30 ہزار یورو بڑھ سکتا ہے۔ اس کے لئے آپ کو کوشش کرنی چاہئے۔ آئرلینڈ کی جماعت چھوٹی ہے لیکن اگر آپ کوشش کریں تو اپنی چندہ کی آمد بڑھا سکتے ہیں۔ احباب کو بتانا چاہئے کہ یہ Tax نہیں ہے بلکہ محض خدا کی رضا کی خاطر دینا ہے۔

حضور انور نے فرمایا جن کی انکم کم ہے یا کسی وجہ سے شرح سے کم دینا چاہتے ہیں تو وہ باقاعدہ لکھ کر اجازت حاصل کریں۔ اگر اجازت نہیں لی تو پھر پوری شرح سے دیں ورنہ کم ادا کرنے کے لئے باقاعدہ اجازت حاصل کریں۔ یہ لازمی چندہ ہے اور خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے۔

✿...... مسجد کی تعمیر کے تعلق میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پانچ لاکھ یورو میں مسجد کی تعمیر مکمل کریں۔ آخری فنشنگ وغیرہ کا کام خود کریں۔ ہمارے بعض ٹرینڈ کام کرنے والے ہیں ان سے بھی مدد لیں اس طرح بعض کام خود کریں۔ یوکے سے بھی ایسے لوگ منگوا لیں اس طرح خرچ میں بچت کی جا سکتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: جو فیملی ممبرز یا بعض دوسرے لوگ اس مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ دینا چاہتے ہیں ان کو صرف اس صورت میں اجازت ہوگی کہ ان کے اپنے ملک میں ان کے لازمی چندہ جات میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور یہ لوگ باقاعدہ مجھ سے لکھ کر اجازت لیں۔ آپ اس کے لئے تحریک نہیں کر سکتے۔

✿...... **سیکرٹری ضیافت** صاحب نے اپنی رپورٹ پیش کی کہ جماعتی فنکشنز پر کھانا وغیرہ تیار کیا جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا آپ کل سنگ بنیاد کے موقع پر سیمنٹ وغیرہ ڈال رہے تھے۔ حضور نے ہدایت فرمائی کہ چونکہ ابھی مسجد کی تعمیر کا باقاعدہ کام شروع ہونے میں کچھ وقت لگے گا اس لئے آپ ان اینٹوں پر جو سنگ بنیاد کے طور پر رکھی گئی ہیں سیمنٹ ڈال دیں تا کہ وہ محفوظ رہیں۔

✿...... **سیکرٹری امور عامہ** نے بتایا کہ یہاں اس وقت آئرلینڈ میں ہمیں کوئی پرابلم نہیں ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ جو اسائلم سیکرز ہیں ان کو Job وغیرہ کے بارہ میں رہنمائی کریں۔ جو سٹوڈنٹ ہیں ان کو بھی کچھ گھنٹے کام کرنے کی اجازت ہوتی ہے ان کی بھی رہنمائی کریں۔ سب انفارمیشن اکٹھی کریں۔ اگر آپ کے پاس انفارمیشن ہوگی تو آپ طلباء کو جاب کے بارہ میں بتا سکتے ہیں۔

✿...... **شعبہ رشتہ ناطہ** کے سیکرٹری نے بتایا کہ صدران کو فارم تقسیم کئے گئے ہیں اور باقاعدہ فہرستیں تیار کی جا رہی ہیں۔ لندن کے شعبہ رشتہ ناطہ سے بھی ہمارا رابطہ ہے۔ انشاء اللہ امسال ہم فریقین کو رشتے مہیا کرنے شروع کر دیں گے۔

✿...... **شعبہ امور خارجہ** کے سیکرٹری کو مخاطب ہوتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ آپ نے اچھا کام کیا ہے۔ آپ کے رابطے نظر آ رہے ہیں۔ اب جو لوگ کل کی فنکشن میں آئے تھے ان سے مستقل رابطہ رکھیں اور فیڈ بیک (Feed Back) حاصل کریں ور پھر اس کی روشنی میں مستقبل کا پلان بنائیں۔

✿...... **انٹرل آڈیٹر** کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ ریگولر وقفہ کے بعد حسابات چیک کرتے رہیں۔

✿...... **سیکرٹری صاحب وصایا** نے بتایا کہ موصیان کی کل تعداد 48 ہے جن میں سے 30 مرد اور 18 خواتین ہیں۔ گزشتہ سال موصیان کا چندہ 76 ہزار یورو اکٹھا ہوا تھا۔

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں